مکمل ناول

نبیلہ ابر

# وہ میری دسترس میں تھا

وہ بڑے مگن سے انداز میں ٹیرس پر کھڑی ان چاروں کو دیکھے جا رہی تھی ایک مرد تھا وہ اس کا چہرا تو نہ دیکھ سکی تھی کیونکہ اس کی طرف اس کی پشت تھی پر اس کے سائیڈ پوز سے لگ رہا تھا کہ وہ لڑکا ہرگز نہیں ہے۔ اس کے چوڑے کندھے اور ورزشی کمر ہی نظر آ رہی تھی اس کے ساتھ والی کرسی پر ایک نو دس سال کا لڑکا تھا لڑکے کے ساتھ ایک ٹین ایجری بڑی پیاری لڑکی تھی۔ اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا تیرہ، چودہ سال کا پھر وہ مرد تھا جس کی سائیڈ سے جھلک نظر آ رہی تھی۔

انہیں اس کالونی میں آئے تین چار روز ہی ہوئے تھے شروع میں تو وہ پھوپھو کے ساتھ سامان سیٹ کرنے میں ہی لگی رہی آج ٹیرس پر آئی تھی کہ ذرا اردگرد کا جائزہ لے۔ ٹیرس سے اس سامنے والے گھر کا لان صاف نظر آ رہا تھا جہاں وہ چار اجنبی صورتیں تھیں۔

"شاید ان کے کوئی رشتہ دار ہیں۔" اس نے دل میں اندازہ لگایا۔ لان میں بیٹھی لڑکی کی نظر اس پر پڑی تھی اس نے باقی دو لڑکوں کو بھی اس کی طرف متوجہ کیا جواباً ان تینوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے ہاتھ ہلائے صباح نے بھی ہاتھ ہلایا اور زور سے بولی۔

"میں صباح ہوں ہم اس گھر میں چار روز پہلے آئے ہیں۔" دوسری لڑکی چیئر سے اٹھ کر دیوار کی طرف ٹیرس کے سامنے آ گئی تھی۔

"میں حمدہ ہوں یہ میرا بھائی زونی اور یہ سنی ہے۔" اس لڑکی نے بھی تعارف کروایا۔ مرد ابھی تک ان کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا چند ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد وہ اتر آئی۔

شام کو حمدہ ان کے گھر موجود تھی بمعہ پائن ایپل کیک کے جو اس نے عالیہ کے ہاتھ میں تھمایا۔

"آپ اس محلے میں نئی آئی ہیں اور میں پہلی بار آپ کے گھر آئی ہوں اس لیے یہ لائی ہوں۔" عالیہ کی سوالیہ نگاہوں کے جواب میں اس نے وضاحت کی تھوڑی دیر میں ہی وہ دونوں گہری دوست بن چکی تھیں حمدہ اس کی طرح فرسٹ ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی اور وہ بھی اس کالج میں تھی جس میں صباح پڑھتی تھی حمدہ نے اس سے وعدہ لیا کہ وہ کل ضرور ان کے گھر آئے گی اسے گیٹ تک رخصت کر کے وہ واپس پلٹی تو بہت خوش تھی پرانا شہر اور سہیلیاں چھوٹنے کی وجہ سے جو اداسی تھی حمدہ کی وجہ سے ختم ہو چکی تھی وہ زور و شور سے گنگنا رہی تھی عالیہ بھی اسے خوش دیکھ کر پرسکون ہو گئی۔ ورنہ اس کی خاموشی کی وجہ سے تو جیسے پورے گھر میں رونق ہی نہیں تھی اپنی شرارتوں سے وہ پورے گھر کو سر پر اٹھائے رکھتی تھی بہت ہنگامہ پرور تھی اور عالیہ تو اسے دیکھ دیکھ کر جیتی تھی۔

جب صباح کی پیدائش ہوئی تو کسی اندرونی خرابی کی وجہ سے اس کی ماں کا اس کی پیدائش کے چند گھنٹے بعد ہی انتقال ہو گیا تھا ایسے میں اس ننھی جان کی ذمہ داری چودہ سالہ عالیہ نے اپنے سر لے لی تھی ویسے بھی دادی بھی تھیں پر وہ زیادہ تر عالیہ کے پاس ہی رہتی تھی مصباح کی موت کے چند ماہ بعد کمال بھائی کا بھی انتقال ہو گیا اب صباح مکمل طور پر اس کی ذمہ داری تھی ویسے تو اس کی ننھیال میں سارے رشتے تھے خالہ

ماموں، نانا پر عالیہ کسی پر بھروسا کرنے کے لیے تیار نہ تھی خالائیں اپنے اپنے گھروں کی تھیں رہ گئے ماموں تو انہوں نے بہت کہا کہ ہم صباح کو سنبھال لیں گے پر وہ راضی نہ ہوئی ان کی بیویاں اپنے اپنے بچوں میں مگن تھیں صباح پر کہاں توجہ دیتیں۔

عالیہ کی بڑی دو بہنیں بیاہی ہوئی تھیں ایک بھائی تھا وہ انگلینڈ پڑھنے کی غرض سے گیا تو وہیں کا ہو کر رہ گیا اور شادی بھی ادھر ہی کرلی۔ اب صباح کے لیے پھوپھو اور دادی ہی سب کچھ تھیں کیونکہ دادا پہلے ہی وفات پاچکے تھے عالیہ کے لیے ریحان کا رشتہ آیا تو ذکیہ بیگم شوگر کے ہاتھوں بے حال تھیں ایک ماہ کے اندر دیکھتے ہی دیکھتے وہ چٹ پٹ ہو گئیں عالیہ نے شرط لگادی کہ شادی کے بعد وہ صباح کو ساتھ رکھے گی ریحان مان گیا یوں بھی اس کا لمبا چوڑا خاندان نہیں تھا جو اعتراض کرتا یوں شادی کے بعد وہ عالیہ پھوپھو کے ہمراہ ان کے نئے گھر آگئی۔

ریحان اسے بہت توجہ دیتے تھے وہ تھی اتنی پیاری اور دل موہ لینے والی ان کی آنکھوں کا تو وہ تارہ بنی ہوئی

تھی پر افسوس کہ ریحان بہت ہی کم عمر لکھوا کر لائے تھے عالیہ چھبیس سال کی عمر میں ہی بیوہ ہوگئیں کوئی اولاد بھی نہیں تھی۔ وقت ہر زخم کا مرہم ہوتا ہے یہ زخم بھی بھر گیا دیکھتے ہی دیکھتے تین سال گزر گئے اس دوران عالیہ کی بڑی بہنیں صومیہ اور رقیہ ان پر مسلسل شادی کے لیے دباؤ ڈالتی رہیں بلکہ صومیہ تو اپنے شوہر کے خالہ زاد بھائی اکبر کا رشتہ بھی لے آئی اکبر واپڈا میں انجینئر تھا عمر میں عالیہ سے پانچ برس ہی بڑا تھا شادی شدہ بھی نہیں تھا صورت وشکل کا بھی اچھا تھا اس کے بڑے بہن بھائی سب شادی شدہ تھے ایک وہی کنوارا تھا۔

اس بار سب نے ارادہ کرلیا تھا کہ عالیہ کی شادی کروا کے رہیں گے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے انتیس سال کی عمر میں وہ دوبارہ دولہن بنیں اور اکبر کے گھر وداع ہوگئیں۔ اس بار پہلے کی طرح صباح ان کے ساتھ نہ گئی صومیہ نے اسے اپنے پاس ہی روک لیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے چار ماہ پر لگا کر اڑ گئے اس دوران صباح جل بن مچھلی کی طرح تڑپتی رہی میٹرک کے پیپر بھی جیسے تیسے کرکے دیے عالیہ اکبر کے ہمراہ اس سے ملنے آئیں تو اس کی اجڑی اجڑی صورت دیکھ کر تڑپ اٹھیں صباح بھی تو ان سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اکبر پریشان ہوگئے عالیہ نے تمام قصہ بتایا کہ صباح شروع سے ہی ان کے ساتھ رہی ہے اس لیے یہ حال ہے اکبر نے کہہ دیا کہ یہ اب بھی ہمارے ساتھ رہ سکتی ہے دو ماہ بعد کراچی ان کی پوسٹنگ ہونے والی تھی اس عرصہ میں صباح کا رزلٹ بھی آؤٹ ہوگیا تھا اکبر نے ہی کراچی کے ایک اچھے کالج میں اس کا داخلہ بھی کروادیا اور وہ یہاں چلے آئے۔

صباح نے باقاعدہ طور پر ابھی کالج جانا شروع نہیں کیا تھا کیونکہ کلاسز شروع نہیں ہوئی تھیں کہ شروع کے دو تین ہفتے اکبر اپنے ایک دوست کے گھر رہے تھے پھر انہوں نے یہاں کالونی میں گھر دیکھ کر چلنے کی تیاری کرنے کو کہا عالیہ اور اسے دونوں کو ہی گھر پسند آیا تھا پھر پوش ایریا تھا اب تو حمرہ کی وجہ سے صباح کی خوشی اور بھی بڑھ گئی تھی۔

"پھوپھو میں حمرہ کی طرح جارہی ہوں۔" انہیں بتا کر وہ اس کی طرف آگئی بیل بجانے پر سنی نمودار ہوا اور فوراً "حمرہ کو بتانے کے لیے بھاگا کیونکہ اس کی بیان کی گئی تعریف میں صباح خاص الخاص ہستی تھی وہ بھاگتی ہوئی باہر نکلی تھی۔

"ارے صباح تم! میں تو پرسوں سے تمہارا انتظار کررہی ہوں' آج آئی ہو تم۔"

وہ چاہت بھری خفگی سے بولی اتنے میں زونیرا اور سنی بھی اس کے برابر کھڑے ہوگئے تھے۔

"ہیلو ینگ بوائز۔" وہ ان کی طرف گھوم کر بے تکلفی سے بولی۔

"آئی ایم فائن ینگ گرل۔" زونی نے اس کے اسٹائل میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہماری دوستی ہوسکتی ہے۔" وہ پرخیال نظروں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔" سنی اور زونی نے مشترکہ نعرہ لگایا اور اس کے ہاتھوں پر ہاتھ مارا۔

"آپ کو کائیٹ اڑانا آتا ہے۔" سنی پوچھ رہا تھا۔

"ارے مجھے کیا نہیں کرنا آتا میں جیک آف آل دی ٹریڈرز ہوں پتنگ اڑانا' کرکٹ کھیلنا' گلی ڈنڈا' سائیکل چلانا' ریسلنگ کرنا' کراٹے کھیلنا سب میں پرفیکٹ ہوں میں۔" وہ ایک ہی سانس میں بتاتی چلی گئی۔

"واؤ امیزنگ۔" زونی نے آنکھیں پھیلائیں۔

حمرہ نے اسے ڈرائنگ روم میں بٹھایا زونی اور سنی اس کے پاس ہی تھے البتہ حمرہ چلی گئی تھی۔

"زونی' سنی' حمرہ کہاں ہو بھئی تم سب لوگ۔" کسی مرد کی آواز آرہی تھی قدموں کی چاپ سے لگ رہا تھا وہ اسی طرف آرہا ہے دروازے پر وہ رک گیا تھا۔

"آئیں ناں چاچو یہ حمرہ کی فرینڈ ہے۔" زونی بڑی تمیز سے بتارہا تھا بڑی بارعب سی شخصیت تھی اس مرد کی صباح نے جھٹ سلام جھاڑا۔

"ہوں ٹھیک ہے۔ بیٹھیں آپ لوگ' میں چینج کرکے آتا ہوں۔" وہ واپس ہوگیا۔

"یہ میرے چاچو تھے ذکاء الرب آفریدی۔" سنی نے بڑے فخر سے تعارف کرایا۔

حمرہ چائے کے ساتھ دیگر لوازمات سے بھری ٹرالی لیے اندر داخل ہوئی زونی اپنے چاچو کو بھی بلا کر لے آیا تھا حمرہ انہیں صباح کے بارے میں بتا رہی تھی۔

"چاچو یہ میرے کالج میں ہی پڑھتی ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ فرسٹ ایئر میں ہے۔" وہ اپنے تئیں اسے اطلاع دے رہی تھی۔

"چلو اچھا ہے تمہیں دوست مل گئی۔" آفریدی کے لبوں پر پل بھر کے لیے مسکراہٹ چمکی جتنی دیر وہ بیٹھا رہا صباح بڑی مودب بنی رہی اب کے جاتے ہی وہ اپنے اصل رنگ میں آ گئی۔ سنی، زونی اور حمرہ بھی فارم میں آ چکے تھے سنی کباب کی پلیٹ جھپٹ رہا تھا تو زونی کی نظر کیک پر تھی اور حمرہ چکن پیٹیز لینے کی فکر میں تھی صباح کو یہ خالص بے تکلف گھریلو چھینا جھپٹی بڑی پسند آئی وہ بھی اس میں شریک ہو گئی۔

---

"اے زونی، سنی پتنگ اڑاؤ گے۔" وہ ٹیرس کی دیوار سے لگی پکار رہی تھی اور وہ دونوں آپس میں کشتی کر رہے تھے اس کی آواز سن کر متوجہ ہو گئے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔

"تو میرے گیٹ پر آ جاؤ۔" اس نے دعوت دی۔

اوپر چھت پر پانچ چھ پتنگیں پڑی ہوئی تھیں۔ "یہ سب میں نے لوٹی ہیں۔" وہ فخر سے بتا رہی تھی۔

"چلو یہ تمہاری اور یہ تمہاری ہے۔" اس نے دونوں کو ایک ایک دی۔

"مگر مجھے تو اڑانی نہیں آتی۔" سنی پریشان تھا۔

"میں سکھاؤں گی ایسے کرو اسے یہاں سے پکڑ کر کنی دو میں اسے اونچا کر کے تمہیں دیتی ہوں۔"

واقعی چند منٹ بعد پتنگ اونچی ہواؤں میں اڑ رہی تھی سنی نے زور زور سے تالیاں بجائیں۔ اتنے میں دائیں طرف سے تالی بجنے کی آواز آئی سامنے والی چھت پر ایک ینگ سا لڑکا بڑی دلچسپی سے صباح کو پتنگ بازی کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا صباح نے پلٹ کر اسے منہ چڑا دیا۔

"صباح صباح کہاں ہو۔" اکبر انکل اسے ڈھونڈ رہے تھے وہ دیوار پر چڑھی حمرہ سے باتوں میں مصروف تھی جب بھی اس کا جی چاہتا وہ بلی کی طرح دیوار پر چڑھ جاتی اور پھر جو دونوں کی باتیں شروع ہوتیں تو ختم ہونے کا نام نہ لیتیں۔

"میں جا رہی ہوں انکل بلا رہے ہیں۔" اس نے دیوار پر ٹکے پاؤں نیچے لٹکائے اور وہ زمین پر کودنے ہی والی تھی کہ اکبر انکل نے اس کے قریب پہنچ کر اسے سہولت سے اتار لیا۔

"یہ کیا کر رہی ہو، اگر گر جاتیں کہیں چوٹ ووٹ لگ جاتی تو۔" اکبر انکل کے ہاتھ ابھی تک اس کے پہلو پر ٹکے ہوئے تھے اسے عجیب سا محسوس ہوا۔

"انکل کچھ نہیں ہوتا میں تو دیواروں پر اترنے چڑھنے کی ماسٹر ہوں۔" وہ بازو ہٹا کر پیچھے ہو گئی تھی۔

"احتیاط بہتر ہے، بہر حال یہ بتاؤ تمہارا دل تو لگ گیا ہے ناں اور اندر آؤ میں تمہاری پسندیدہ چیز لایا ہوں۔" انہوں نے ہاتھ میں تھامے بیگز اسے دکھائے۔

"فش ود فرنچ فرائز۔" اس نے اندازہ لگایا۔

"جی ہاں اور ساتھ تمہارے پسندیدہ فلیور کی آئس کریم ہے۔" انہوں نے مزید بتایا اتنے میں وہ کچن میں پہنچ چکے تھے۔

"پلیٹیں نکالو ہری اپ۔" انہوں نے بیگ کھولا اور ساتھ ہی عالیہ کو بھی آواز دے ڈالی۔

"مجھے بھوک نہیں ہے ابھی کچھ دیر پہلے ہی دوپہر کا کھانا کھایا ہے تم دونوں کھاؤ۔" وہ اندر سے ہی بولیں۔

"ہاں یہ میرے ہاتھ سے۔" انہوں نے مچھلی کا پیس صباح کی طرف بڑھایا تو اسے منہ کھولنا ہی پڑا اس کے بعد بھی اکبر انکل وقفے وقفے سے اسے خود ہاتھوں سے کھلاتے رہے اور وہ دل ہی دل میں ان کے اس قدر التفات پر شرمندہ ہوتی رہی۔

---

اکبر کے ایک دوست کی بہن کی شادی تھی انہوں نے عالیہ اور صباح دونوں کو تیار ہونے کا کہا اور خود فون کرنے میں لگ گئے۔

”ارے واؤ پھوپھو آپ بہت زبردست لگ رہی ہیں۔“ گولڈن اور میرون بنارسی ساڑھی میں ملبوس عالیہ کو اس نے بے اختیار ستائشی نگاہوں سے دیکھا تھا وہ سونے کی بھاری سیٹ اور گہرے میک اپ میں واقعی بہت اچھی لگ رہی تھیں۔

”یہ تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں۔“ انہوں نے اس کی تعریف یکسر نظرانداز کردی۔

”ہوتی ہوں پھوپھو۔“ وہ جھپاک سے کمرے میں گھس گئی تھی چونکہ مہندی کی تقریب تھی اس لیے اس نے آرگنزا کا سبز انگرکھا اور چوڑی دار پائجامہ جس کے انگرکھے پر گولڈن رنگ کا خوبصورت کام بنا ہوا تھا۔ کپڑے پہن کر اس نے بال کھولے اور برش کرنے لگی چوڑیاں، انگوٹھیاں اور پائل پہن کر اس نے خود کو آئینے میں دیکھا۔

”ہوں ٹھیک ہے۔“ وہ مطمئن ہوگئی آنکھوں میں بس ہلکا سا کاجل لگایا اس کی تیاری مکمل تھی وہ کھسے پہن کر باہر آگئی عالیہ کے بیڈروم سے دبی دبی ہنسی اور سرگوشیوں کی آواز آرہی تھی۔

”اکبر چھوڑیں ناں۔“ عالیہ کی ناز بھری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اچانک اس کے جی میں جانے کیا سمائی کہ وہ حمدہ کے گیٹ پر پہنچ گئی چوکیدار نے گیٹ کھولا وہ سیدھی اندر داخل ہوگئی وہ سب شاید ٹی وی لاؤنج میں تھے کیونکہ باتوں اور ٹی وی کی آواز آرہی تھی۔

”مے آئی کم ان۔“ وہ شرارت سے کھانسی۔

”ارے صباح تم واٹ اے سرپرائز۔“ سب سے پہلے حمدہ کی نظر اس پر پڑی اتنے میں وہ اندر آچکی تھی آفریدی بھی وہیں تھے انہوں نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور نظروں کا زاویہ بدل لیا تھا۔

”کہیں جارہی ہو؟ اور کتنی زبردست لگ رہی ہو۔“ اس کی تعریف پر وہ تھوڑا بلش ہوگئی۔

”چاچو دیکھیں ناں صباح کتنی پیاری لگ رہی ہے۔“ حمدہ نے آفریدی کا کندھا ہلایا تو وہ چونکا۔

”ڈونٹ بی سلی گڑیا۔“ اس نے حمدہ کو سرزنش کی وہ منہ بسور کر صباح کی طرف متوجہ ہوگئی۔

”چاچو تو بس ایسے ہی ہیں اف کتنی پیاری لگ رہی ہو۔“ اس کی تان پھر وہیں اٹک گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

حمدہ اور صباح کے کالج میں اسٹوڈنٹ ویک منایا جارہا تھا آج شام غزل ہورہی تھی حمدہ نے آفریدی کو راضی کرلیا تھا کہ وہ انہیں کالج ڈراپ کر آئے وہ تو تیار ہوچکی تھی حمدہ کا کچھ پتہ نہیں تھا وہ ان کی طرف آگئی سوئے اتفاق سنی کا پیارا راج دلارا ”مونی“ کھلا ہوا تھا اس نے جو صباح کو دیکھا تو فوراً اس کے پیچھے دوڑ لگائی وہ چیختی ہوئی بدحواسی کے عالم میں اندر بھاگی آفریدی اس کی آواز سن کر باہر نکلا تو وہ جو پوری قوت سے بھاگتی ہوئی آرہی تھی بری طرح اس سے ٹکرائی زمین پر گرنے سے پہلے ہی وہ اسے سنبھال چکا تھا مونی حیرت انگیز طور پر خاموش ہوگیا تھا۔

”بی ایزی۔“ آفریدی نے نرمی سے اسے خود سے الگ کیا۔

”اگر مجھے کچھ ہوجاتا تو؟“ وہ بری طرح رو رہی تھی اتنے میں حمدہ اندر سے برآمد ہوئی آفریدی نے اپنی موجودگی غیر ضروری سمجھی۔

”یہ سب کیا ہے۔“ روئی روئی صباح کو دیکھ کر وہ پریشان ہوگئی۔

”یہ جو تمہارا خبیث کتا ہے ناں اسے میں شوٹ کردوں گی اگر تمہارے چاچو نہ ہوتے تو میرا بچنا مشکل تھا وہ اگر مجھے نہ سنبھالتے تو تمہارا ماربل کا فرش اور مونی دونوں نے میرا حشر کردینا تھا۔“ اس نے جھرجھری لی۔

”چاچو نے تمہیں سنبھالا یقیناً“ ٹکر ہوئی ہوگی کیا فلمی سین ہوگیا ہے۔“ وہ مسکرائی۔

”میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔“ اس نے حمدہ کو گھورا۔

---

گزشتہ پندرہ منٹ سے وہ آفریدی کا جائزہ لے رہی تھی آج چھٹی کا دن تھا وہ لان میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا وہ بڑی محویت سے اسے دیکھ رہی تھی آفریدی کی نظر

بارے میں کیا سوچتا کچھ دنوں سے صباح کے خیالات بڑے بدل چکے تھے بات بات میں وہ آفریدی کا ذکر نکال کرلے آتی حمرہ کی طرف اس کے چکر بھی بڑھ گئے تھے اس کا نازک سا دل عشق کے رموز و اسرار میں الجھ گیا تھا اپنی حالت کا کوئی جواز ہی سمجھ میں نہیں آتا تھا لاشعوری طور پر وہ آفریدی کی شخصیت سے متاثر ہوگئی تھی۔

"کیا بات ہے کیا سوچا جارہا ہے۔" اپنے پیچھے اکبر انکل کی آواز سن کر وہ اچھل پڑی۔

"کک کک کچھ نہیں۔" وہ گھبرا گئی اکبر نے اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے رنگوں کو فوراً" پہچان لیا۔

"موسم اچھا ہو رہا ہے ناں۔" اس نے بات بدلنے کی کوشش کی۔

"ہاں پڑوس کا موسم اچھا ہو رہا ہے۔" اکبر کی نظریں لان میں آتی حمرہ پر جم گئی تھیں صباح نے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا۔

"شاید انکل کو پتہ چل گیا ہے۔" وہ چپکے سے کھسک گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

رات کے اس آخری پہر وہ بستر پر کروٹیں بدل رہی تھی نیند آنکھوں سے روٹھ گئی تھی حمرہ نے اس کی نظروں کی چوری کو پکڑ لیا تھا پر اسے محسوس نہ ہونے دیا تھا۔ دل چاہ رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر روئے اگر کسی کو خبر ہو جاتی کہ وہ اچھے خاصے پختہ عمر کے مرد میں دلچسپی لینے لگی ہے تو نہ جانے سب کیا سوچتے آفریدی اس سے کافی بڑا تھا صباح نے تو عمر کے سولھویں سال میں قدم رکھا تھا وہ عمر کی چونتیس بہاریں دیکھ چکا تھا اسے کرید سی لگ گئی تھی کہ اس نے اب تک شادی کیوں نہیں کی ہے وگرنہ شخصیت تو ایسی تھی کہ ہزاروں کے دل ہاتھوں سے نکلے ہوں گے اس موضوع پر اس کی حمرہ سے بھی بات نہیں ہوئی تھی آفریدی سے بات کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اس کی شخصیت اتنی رعب دار تھی کہ سلام کے علاوہ اسے کسی بات کی ہمت ہی نہیں ہوتی تھی اس کے چہرے کے نقش اور تاثرات بڑے پتھریلے تھے حالانکہ وہ بڑا ڈیشنگ اور وجیہہ مرد تھا بس چہرے کی سختی نے عجیب سا وقار اور گریس پیدا کر دیا تھا اس میں۔

"حمرہ تمہارے چاچو نے اب تک شادی کیوں نہیں کی۔" وہ کمال ہمت سے یہ سوال لبوں پر لے ہی آئی تھی۔

"پتہ نہیں صباح لیکن میرا دل بھی چاہتا ہے چاچو کی شادی ہو جانی چاہیے پر وہ تو شادی کا نام سنتے ہی بھڑک اٹھتے ہیں سچ میں نے ان کے لیے بڑی پیاری پیاری لڑکیاں دیکھی ہیں پر چاچو مانتے ہی نہیں ہیں مثال کے طور پر ایک لڑکی اب بھی میرے سامنے ہے۔" حمرہ اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو۔" دل کا چور پکڑنے پر وہ گھبرا گئی۔

"صباح کی بچی میں جان گئی ہوں ٹیرس پر کھڑے ہو کر گھنٹوں چاچو کو دیکھنا تم نے مجھے بتایا ہی نہیں، سچ میں نے چاچو کے لیے تمہاری جیسی لڑکی ہی پسند کرلی تھی پر وہ تو پتھر ہیں پتھر۔" وہ متاسف سے تھی صباح ہلکی پھلکی ہوگئی تھی حمرہ اس راز میں شریک ہوگئی تھی وہ اسے آفریدی کا نام لے لے کر چھیڑتی تو کتنے خوبصورت رنگ اس کے چہرے پر بکھر جاتے۔

آفریدی کی سالگرہ تھی حمرہ ننی کے ساتھ اسے مدعو کرنے آئی ورنہ اس سے پہلے وہ کسی کو بھی چاچو کی سالگرہ میں نہیں بلاتی تھی تبھی تو آفریدی اسے دیکھ کر چونکا تھا آج وہ بڑے اہتمام سے تیار ہوئی تھی آفریدی کو دیکھتے ہی حسب عادت وہ گھبرا گئی تھی۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔" اس نے لرزتے ہاتھوں سے گفٹ پیک آفریدی کی طرف بڑھا۔

"گڑیا اس کی کیا ضرورت تھی۔" وہ ملائمت سے بولا۔

"میں گڑیا نہیں ہوں صباح ہے میرا نام۔" وہ اچانک برہم ہوگئی تھی آفریدی اس کے سرخ ہوتے چہرے کو حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔

"لٹل گرل میں حمرہ کو بھی پیار سے گڑیا کہتا ہوں اور تم تو ہو ہی پیاری سی گڑیا نام بہت مناسب ہے۔" وہ پہلی بار اس سے اتنی بے تکلفی سے بات کر رہا تھا۔

"بٹ آئی ایم ناٹ چائلڈ آئی ایم سکسٹین ایرز اولڈ۔" وہ ناراضگی سے عمر بتا رہی تھی پہلی بار آفریدی نے اسے نظر اٹھا کر دیکھا جوانی کی اولین بہاریں اس کے معصوم وجود پر دستک دے رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے آئندہ آپ کو گڑیا نہیں کہوں گا۔" وہ ہار مان گیا کیک کٹنے کے بعد وہ صرف حمدہ، زونی اور سنی کی خوشی کی وجہ سے بیٹھا رہا۔

حمدہ کا مشورہ تھا کہ چاچو سے اظہار محبت کرنے کے لیے تحریر کا سہارا لیا جائے صباح مان گئی اور خط لکھ دیا اس کا خط ایسا ہی تھا جیسا ایک سولہ سالہ کم عمر لڑکی کا ہونا چاہیے مارے خوف کے اس نے نیچے اپنا نام ہی نہیں لکھا۔

تین خطوں کے بعد اسے یہ سلسلہ بہت چیپ لگا حمدہ کی اطلاع کے مطابق "چاچو کھانا بھی معمول کے مطابق کھاتے ہیں راتوں کو تارے بھی نہیں گنتے ہیں ٹریجڈک سونگ بھی نہیں سنتے، شیو بھی روز بناتے۔"

روبرو اظہار محبت کرنے کی تو اس میں سکت ہی نہیں تھی کئی دفعہ ارادہ کیا پر آفریدی پر نظر پڑتے ہی تمام ہمت پانی بن جاتی۔

عالیہ پھوپھو دوپہر کے کھانے کے بعد آرام کر رہی تھیں حمدہ آئی ہوئی تھی اور دونوں باتوں میں مصروف تھیں اتنے میں اکبر انکل بھی آگئے صباح کسی کام سے اٹھ کر باہر گئی تو وہ آکر اس کے پاس بیٹھ گئے حمدہ کی ان سے یہ پہلی باضابطہ ملاقات اور بات چیت تھی ویسے آتے جاتے نظر پڑ ہی جاتی تھی۔

"کون سی کلاس میں ہیں آپ۔" انہوں نے بغور اس کا جائزہ لیا۔

"جی فرسٹ ایئر میں۔" حمدہ کو ان کے انداز سے الجھن سی ہوئی یوں لگ رہا تھا کہ وہ اپنی نظروں سے اس کے جسم کے آرپار دیکھنا چاہتے ہیں جتنی دیر وہ وہاں بیٹھے رہے اسے نظروں سے تولتے رہے جب صباح آئی تو اس نے شکر کا سانس لیا صوفے پر ایک طرف وہ دونوں تھیں اور دوسری طرف اکبر انکل تھے پھیل کر عجیب غیر مہذب سے انداز میں بیٹھے ہوئے۔

بعد میں وہ بصد اصرار اسے ایک ایک چیز پیش کرتے رہے۔ بہرحال ان کا پہلا تاثر جو اس پر پڑا تھا وہ کچھ اچھا نہیں تھا۔

آج صباح کے ساتھ پتنگ اڑانے کے لیے اکبر انکل بھی چھت پر چڑھے ہوئے تھے اردگرد کی چھتوں پر بھی کافی لوگ اس مشغلے سے لطف اندوز ہو رہے تھے صباح نے حمدہ سمیت سنی اور زونی کو بھی کتنا کہا تھا کہ تم لوگ بھی آؤ پر تینوں نے انکار کر دیا تھا کیونکہ آفریدی آج گھر پر تھے انہیں یہ سرگرمیاں کچھ خاص پسند نہیں تھیں۔ اب اکبر انکل اس کا ساتھ دینے کے لیے آگئے تھے عالیہ کو ان کی محبت دیکھ کر بڑی طمانیت محسوس ہوتی جب اکبر کے ساتھ ان کی شادی ہوئی تو وہ سوچ سوچ کر پریشان ہوتی تھیں کہ جانے صباح کے ساتھ ان کا کیا سلوک ہو پر اکبر کی محبت ولگاؤ نے ان کے تمام خدشے رفع کر دیئے تھے وہ تو اس کے تمام اوٹ پٹانگ کھیلوں تک میں حصہ لیتے تھے اسے بازار لے جانا شاپنگ کرانا آئسکریم کھلانا چھوٹی موٹی تمام ضدیں وہ بڑی خوش اسلوبی سے پوری کر رہے تھے۔

"بو کاٹا۔" صباح خوشی سے اچھلی اس نے سامنے والے لڑکے کی پتنگ کاٹ دی تھی اردگرد کی چھتوں پر لڑکیاں بھی موجود تھیں۔

"سونیٹی ٹھیک طرح سے اڑاؤ ناں۔" اکبر اس کی پشت کے عین پیچھے کھڑے تھے انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ڈور اس سے لے لی تھی اس اثناء میں وہ اس کے خاصے قریب آگئے تھے اس کی پتنگ حمدہ کے ٹیرس کی ریلنگ میں جا الجھی وہ فوراً" نیچے بھاگی اکبر انکل کی انتہائی قربت اسے بھول چکی تھی۔ حمدہ کا گیٹ کھلا ہوا تھا وہ بے دھڑک اندر داخل ہو گئی اس کا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا اور دوپٹہ لاپروائی سے رسی بنا گلے میں لپٹا ہوا تھا سامنے سے آفریدی سیدھا ادھر ہی آ رہا تھا۔

"وہ مم مم میری کائیٹ اوپر پھنس گئی ہے۔" حسب معمول اس کی زبان لڑکھڑا گئی۔

"میں لا دیتا ہوں۔" وہ خود ٹیرس پر چڑھ کر ریلنگ میں پھنسی پتنگ لے آیا۔

"یہ دوپٹہ غالباً" سر پر لینے کے لیے ہوتا ہے۔"
اس نے پتنگ واپس کرتے ہوئے اسے کافی سخت نظروں سے دیکھا تھا وہ جہاں تھی وہیں کھڑی رہ گئی اپنے حلیے کی طرف سے وہ عموماً "لاپرواہی رہتی تھی عالیہ نے بھی کبھی نہیں ٹوکا تھا رہا دوپٹہ تو وہ اب کالج میں آکر لینے لگی تھی جو عام طور پر اس کے گلے میں ہی رہتا تھا ورنہ اسکول لائف میں تو اس نے دوپٹہ کبھی نہیں لیا تھا یہ شوق بھی اسے حمدہ کو دیکھ کر ہوا تھا وہ بڑے اہتمام سے کلف اور ابرق لگے دوپٹے اوڑھا کرتی تھی۔ اب جو آفریدی نے ٹوکا تو اسے بہت شرمندگی ہوئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

اکبر انکل اس کے لیے بازار سے کپڑے لائے تھے اور فوراً" آرڈر دیا تھا کہ ابھی پہن کر دکھاؤ عالیہ پھوپھو نے بھی کہا کہ اپنے انکل کی خواہش پوری کرو۔ وہ کپڑے کا پیکٹ لے کر کمرے میں چلی گئی تھی بہت خوبصورت کلر کا لباس تھا تراش خراش جدید انداز میں کی گئی تھی اس نے پہن کر خود کو آئینے میں دیکھا باقی سب تو ٹھیک تھا بس شرٹ انتہائی فٹ تھی یوں لگ رہا تھا کہ جیسے جسم کے ساتھ رکھ کر سلائی کی گئی ہے۔ بہر حال وہ پہن کر باہر آگئی عالیہ شاید باتھ روم میں تھیں اکبر انکل اکیلے بیٹھے تھے۔

"ارے واؤ سویٹی بہت زبردست پر سامنے سے یہ دوپٹہ تو ہٹاؤ۔" ان کی نگاہوں میں مخصوص سی چمک تھی۔

"تمہارا فگر آئندہ چند برسوں میں قیامت ہو گا قیامت‘ ارے عالیہ باہر تو آؤ دیکھو تو اپنی صباح کتنی پیاری لگ رہی ہے۔"

صباح جو ان کے پہلے فقرے پر عجیب سا محسوس کر رہی تھی عالیہ کو پکارنے پر اس احساس سے باہر نکل آئی۔

"اپنی صباح تو شہزادی ہے اس کے لیے کوئی شہزادہ ہی تلاش کرنا پڑے گا کیوں عالیہ۔"

اب وہ عالیہ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے وہ شرما کر بھاگ آئی دل چاہا ان سے کہے۔ "مجھے کسی اور شہزادے کی ضرورت نہیں ہے میرے دل کی سرزمین کو تو ایک شہزادہ پہلے ہی فتح کر چکا ہے۔" وہ آفریدی کے خیالوں میں ڈوبی ہوئی تھی اکبر انکل پر اسے بہت پیار آرہا تھا۔

"کتنے اچھے ہیں۔" وہ خود سے بولی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"ڈارلنگ اٹھو کب تک سوتی رہو گی۔" اکبر انکل کی آواز پر اس نے سوئی ہوئی آنکھوں کو بمشکل کھولا وہ بیڈ پر اس کے قریب بیٹھ چکے تھے۔

"اٹھو ناں۔" وہ پیار سے اس کے بکھرے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگے اسے بے اختیار ریحان انکل یاد آگئے وہ بھی اس کے بالوں میں ایسے ہی انگلیاں پھیرتے تھے جب عالیہ پھوپھو کی ریحان سے شادی ہوئی تو وہ چھ‘ سات سال کی تھی ریحان سے بہت جلدی مانوس ہو گئی تھی۔ وہ اسے بالکل اپنے بچوں کی طرح پیار کرتے تھے۔ اپنے سینے پر لٹا کر اسے کہانیاں سناتے گود میں لے کر گھومتے اس کی اوٹ پٹانگ ضدیں پوری کرتے اکبر انکل بھی بہت اچھے تھے مگر وہ ان سے اب بھی کافی تکلف برتتی تھی۔

"پھوپھو کہاں ہیں۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی اکبر انکل کے ہاتھ اس کی کلائی پر تھے وہ دھیرے دھیرے اس کی مرمریں کلائی پر انگلیاں پھیر رہے تھے۔

"تمہار ہی ہیں۔" انہوں نے جواب دیا صباح نے لحاف پرے کر دیا اس کی شلوار پنڈلی سے اوپر چڑھی ہوئی تھی اکبر انکل ادھر ہی دیکھ رہے تھے اس نے جھینپ کر پائینچہ نیچے کیا اور بیڈ سے اتری۔

"سنو وہ تمہاری دوست کافی دنوں سے نہیں آئی ہے۔" وہ پوچھ رہے تھے۔

"پتہ نہیں کیوں انکل۔" وہ جواب دے کر واش روم میں گھس گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

"صباح تمہارے انکل کچھ عجیب سے نہیں ہیں۔" حمدہ نے لفنگا کہنے سے خود کو بمشکل روکا کیونکہ صباح ان کی محبت اور حسن سلوک کے بڑے گن گاتی

تھی۔

"جی نہیں اکبر انکل بہت اچھے ہیں بہت پیار کرتے ہیں مجھ سے یہ دیکھو کل میرے لیے یہ بریسلٹ لائے ہیں۔" صباح نے کلائی سامنے کی جہاں چمکدار رنگینوں والا کافی قیمتی بریسلٹ جگمگا رہا تھا۔

"اچھا چھوڑو اس ٹاپک کو کوئی اور بات کرتے ہیں۔" حمدہ بیزاری سے بولی کیونکہ جانتی تھی وہ ان کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سن سکتی۔

"تمہارے چاچو کیسے ہیں۔" نظریں جھکائے وہ دھیمی آواز میں بولی چہرے پر کئی خوبصورت رنگ بکھر گئے تھے حمدہ دلچسپی سے اسے تکنے لگی۔

"اس بار پھوپھو انگلینڈ سے آئیں گی تو تب تمہارے گھر آئیں گے سچ چاچو تمہارے ساتھ کتنے سجیں گے۔" وہ کسی اور دنیا میں پہنچ گئی صباح کا چہرا سرخ ہو گیا تھا۔

"صباح میرے چاچو نے ہمارے لیے زندگی کا بہترین حصہ برباد کر دیا اب تو ہم انہیں ضرور منا لیں گے۔" حمدہ نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر دبائے۔

♥ ♡ ♡ ♥

عالیہ پھوپھو کی حالت کچھ ٹھیک نہیں تھی وہ مسلسل تیسرے روز سے بستر میں تھیں اور صباح کا پریشانی کے مارے برا حال تھا پنڈی سے صومیہ پھوپھو بھی آئی ہوئی تھیں انہوں نے ہی انکشاف کیا کہ عالیہ ممتا کے خوبصورت جذبے سے آشنا ہونے والی ہیں یہ سن کر اس نے صومیہ پھوپھو کو کتنے چکر دے ڈالے عالیہ شرمائی شرمائی بیٹھی تھیں یہ قسمت کا اتفاق تھا کہ ریحان سے اولاد ان کے نصیب میں نہیں تھی۔

"صباح اب تم بھی تھوڑا کام کاج کیا کرو۔" صومیہ دھیمی دھیمی آواز میں اسے سمجھا رہی تھیں عالیہ نے تو اسے ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھا تھا اس کے اتنے ناز اٹھائے تھے کہ اگر اپنی ماں ہوتی تو شاید وہ بھی یہ اٹھاتی اسے بالکل بچہ بنا ڈالا تھا وہ بالکل لاپروا ہو گئی تھی کچن میں جا کر بھی کھانا تک گرم نہیں کیا تھا اسکول سے آتی تو عالیہ کھانے کی ٹرے اس کے آگے رکھتیں اس کے کپڑے اور جوتے تک وہ ہی اٹھاتیں صباح کو تو آرام اور کھیلنے کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں تھا۔

صومیہ نے اسے عالیہ کے حوالے سے بہت تاکیدیں کی تھیں جن کو سن کر اس نے فرمانبرداری سے سر ہلا دیا تھا۔

"صباح کیا بات ہے۔ جو یوں تم حمدہ کے گھر دوڑ دوڑ کر جاتی ہو۔" وہ ابھی ابھی اس کی طرف سے لوٹی تھی عالیہ کے سوال اور لہجے نے اسے چونکا دیا ورنہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی بھی کوئی روک ٹوک نہیں کی تھی۔

"پھوپھو میں تو بس......" اس کا لہجہ لڑکھڑا گیا۔

"بیٹا دیکھو کیا ہے وہ حمدہ کے چاچو کا نام...... ہاں آفریدی وہ بھی تو گھر پر ہوتا ہے تمہارے اکبر انکل بتا رہے تھے کہ انہیں وہ کچھ اچھا آدمی نہیں لگا ہے پھر زمانہ کسی پر اعتبار کرنے کا نہیں ہے۔" اس نے اب کے نرم لہجے میں کہا وہ آنسو پیتی اندر چلی آئی۔

آج چار روز ہو گئے تھے اسے حمدہ کی طرف گئے ہوئے بے کلی حد سے سوا تھی جب دل کسی طرح قابو میں نہ آیا تو وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئی کہ شاید وہ نظر آ جائے بس ایک نظر دیکھ کر ہی اس کی ساری تشنگی سیراب ہو جاتی تھی وہ دیوار پر بازو ٹکائے گردو پیش سے بے خبر سی تھی جب بے اختیار اکبر انکل کی آواز پر اچھلی۔

"چپکے چپکے کسے دیکھا جا رہا ہے۔" انہوں نے اس کے دونوں کندھوں پر اپنے ہاتھ جما کر اس کی نظر کے تعاقب میں جھانکا اب یہ اتفاق ہی تھا کہ اسی وقت کھلے گیٹ سے آفریدی کی گاڑی اندر داخل ہوئی اور وہ اس میں سے نکلا۔

"اچھا یہ بات ہے۔" انہوں نے لمبا سانس لیا صباح ان کے بازوؤں کے گھیرے سے نکلی وہ ابھی تک آفریدی کو دیکھ رہے تھے پھر پلٹ کر گہری نظر سے اسے دیکھا صباح کو جھرجھری سی آ گئی ساتھ ہی حمدہ کی بات یاد آ گئی جو اس نے اکبر کے بارے میں کہی تھی۔

"تمہارے انکل بڑے عجیب سے ہیں۔"

قدرے گھبرا کر وہ نیچے آ گئی نہ جانے کیوں پہلی بار

اسے انکل سے عجیب سا خوف محسوس ہوا جیسے وہ کوئی نام بھی دینے سے قاصر تھی۔

عالیہ کی خرابی طبیعت کا سن کر ان کی نند شازیہ بھی آئی ہوئی تھیں اب وہ ان دونوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی طے یہ پایا تھا کہ شازیہ آج عالیہ کے کمرے میں ان کے ساتھ ہی سوئیں گی اور اکبر اوپر جا کر سو جائیں گے وہ ابھی ٹی وی لاؤنج میں ہی تھے صباح سے دودھ گرم کروا کر کمرے میں لانے کا کہہ کر وہ اوپر چلے گئے عالیہ اور شازیہ دونوں شاید سو چکی تھیں کیونکہ ان کی باتوں کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ انکل کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا صباح نے دودھ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور مڑی' انکل دروازے کے پاس کھڑے تھے اور اسے ہی دیکھ رہے تھے وہ باہر جانے لگی جب اچانک ہی اس کی کلائی انکل نے پکڑ لی اور ساتھ ہی دروازہ بھی بند کر دیا۔

"سوئیٹی وہ دونوں سو چکی ہیں بس اب ہم دونوں ہیں آؤ رت جگا منائیں گے میں تمہیں نئی دنیا میں لے جاؤں گا۔"

اف اکبر انکل کا یہ انداز دیکھ کر وہ بے ہوش ہونے لگی تھی۔

"پتہ نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں انکل۔" لمحہ بہ لمحہ وہ اس کے قریب آ رہے تھے۔

"اف میری جان کیا بتاؤں کتنا صبر کیا ہے تمہارے لیے ایسے ہی تو کراچی نہیں لے آیا' پہلی بار ہی تمہیں دیکھ کر میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ تمہاری پھوپھو کی بات ضرور مانیں گے۔" وہ مکروہ انداز میں ہنسے اور جب ان کا ہاتھ اس کے دوپٹے کی طرف بڑھا تو اس نے پوری قوت سے چیخ ماری۔

"عالیہ پھپھو۔" اس کی آواز میں جانے کتنے دکھ اور فریادیں تھیں' زینہ چڑھنے کی آواز آئی عالیہ اور شازیہ نمودار ہوئیں وہ بھاگ کر عالیہ سے جا لپٹی اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اکبر انکل نے اس کے حواسوں پر جیسے بم گرا دیا۔

"عالیہ یہ لڑکی کتنی بڑی اداکار ہے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں جس کو اپنی بیٹی کی طرح عزیز رکھتا ہوں وہ مجھ سے اپنے گھٹیا جذبات کی تسکین چاہے گی' میرے کمرے میں خود ہی دودھ لے کر آئی اور کہنے لگی کہ پھوپھو سو چکی ہیں آئیں ہم دونوں...." اس سے پہلے کہ اکبر بات مکمل کرتے وہ چیخ پڑی۔

"نہیں نہیں پھوپھو انکل جھوٹ کہہ رہے ہیں۔"

"چپ کر بے حیا لڑکی جب میں نے انکار کیا اور عالیہ کو بلانے کی دھمکی دی تو اس نے سارا گناہ میرے سر تھوپنے کے لیے تمہیں آواز دے ڈالی تاکہ مجھے مجرم ثابت کر سکے۔" انہوں نے اس کی بات کاٹ کر فق ہوتی عالیہ کو تفصیل بتائی۔

"عالیہ پھوپھو یہ جھوٹ کہہ رہے ہیں میں تو۔" اس سے پہلے کہ اس کی بات پوری ہوتی شازیہ نے دو طمانچے اس کے رخساروں پر لگائے۔

"اتنے مقدس رشتے کی توہین کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آئی۔" عالیہ بھی ہوش میں آئی تھیں۔ وہ اسے لگاتار پیٹے جا رہی تھیں۔

"قسم خدا کی میں تو اسے اپنی بیٹی سمجھتا تھا ہر فرمائش پوری کرتا تھا اس کے لیے کیا کچھ سوچ رکھا تھا کہ اس کی شادی کسی اچھی جگہ کروں گا اور یہ.... یہ تو کسی کو بھی نہیں بخشتی اپنا پڑوسی ہے ناں آفریدی اس کے ساتھ بھی چکر ہے اپنی صباح بی بی کا۔" لبوں پہ خباثت بھری طنزیہ مسکراہٹ سجائے وہ بتا رہے تھے جب عالیہ اسے مار مار کر تھک گئیں تو نڈھال سے انداز میں بیٹھ گئیں۔

"نکل اس گھر سے میرے بھائی کا گھر برباد کر دیا ہے اب ایک منٹ بھی میں تمہیں اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتی نکل جا اپنے اس یار کے ساتھ جس کے ساتھ آنکھیں لڑا رکھی ہیں۔" شازیہ نے اس کے بال پکڑ کر جھٹکا دیا اور باہر کی طرف دھکا دیا عالیہ اور اکبر خاموشی سے تمام کارروائی دیکھ رہے تھے۔ شازیہ اسے مارتے مارتے نیچے اتار کر لے گئیں۔ اور اسے گیٹ سے نکال کر گیٹ بند کر دیا۔

"توبہ توبہ کیا زمانہ آ گیا ہے قیامت کی نشانیاں ہیں اس کمبخت کو ذرا بھی خوف خدا نہیں۔" شازیہ اپنے گال پیٹتی اندر آ گئیں۔

وہ تمام رات گیٹ سے لگی بیٹھی رہی ایسے لگ رہا تھا اس عذاب بھری رات کا کبھی اختتام نہیں ہوگا عالیہ نے تو اس کی بات سنی ہی نہیں تھی رو رو کر آنسو بھی ختم ہو چکے تھے۔ جب موذن نے مسجد میں پہلی اذان دی تو اسے ہوش آیا کہ اس کے ساتھ کیا کچھ ہو چکا ہے اکبر نے اسے اپنی کمینگی کی بھینٹ چڑھا دیا تھا اور عالیہ نے بھی اسے ہی گناہ گار ٹھہرایا تھا۔

بے جان قدموں کو بمشکل گھسیٹتی وہ ساتھ والے گیٹ کی طرف بڑھی چوکیدار نہیں تھا شاید وہ چھٹی پر تھا اس نے زور زور سے گیٹ دھڑ دھڑایا اور لگاتار بیل بجائی چلی گئی وہ نہ جانے کس عالم خواب میں تھی کہ گیٹ کھلنے پر بھی بیل بجاتی رہی

آفریدی غصے میں ابلتا ہوا باہر نکلا لیمپ پوسٹ کی روشنی میں وہ نظر آرہی تھی۔

"صباح تم اس وقت۔" اس نے ریڈیم ڈائل والی رسٹ واچ سامنے کی ساڑھے چار بج رہے تھے۔

"آؤ اندر۔" آفریدی نے گیٹ بند کیا اس کے پیچھے پیچھے وہ روبوٹ کی طرح چل رہی تھی۔ آفریدی نے لاؤنج کی لائیٹ جلائی۔

"کیا ہوا گڑیا اتنی صبح تم اس حال میں۔" اس نے اب غور سے اسے دیکھا دوپٹہ غائب' پاؤں میں جوتی ندارد' ویران چہرہ روئی روئی آنکھیں پھر اس کا کھویا کھویا انداز اسے انجان سا خدشہ ہوا۔

"کیا ہوا ہے؟۔" آفریدی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا وہ ٹوٹی شاخ کی طرح اس کے سینے سے آلگی۔

"اکبر انکل بھ۔۔بھ۔۔ پھوپھو مم۔۔۔۔ مم نے کچھ نہیں کیا سس سس سب جھوٹ بول رہے ہیں۔" چیخ چیخ کر روتے ہوئے وہ بے ربط الفاظ بول رہی تھی۔ حمرہ سنی اور زونی کے گھبرائے ہوئے چہرے دروازے میں نمودار ہوئے آفریدی کے سینے سے لپٹی وہ دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی۔ اس نے نرمی سے اسے خود سے الگ کرنا چاہا پر وہ اور بھی شدت سے اس سے لپٹ گئی۔

"آپ مجھ سے شادی کرلیں پلیز آپ مجھ سے شادی کرلیں۔" وہ روتے ـــــ ہوئے تکرار کر رہی تھی۔ وہ مضبوط اعصاب رکھنے والا باوقار سا مرد گھبرا گیا اس نے بمشکل اسے خود سے الگ کیا اب وہ حمرہ سے لپٹی رو رہی تھی۔ ابھی تک ان کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ بات کیا ہے؟

"صباح آخر بتاؤ تو بات کیا ہے؟۔" اس نے چہرا اونچا کرنا چاہا صباح سسکیوں اور ہچکیوں کے دوران تمام داستان دہراتی چلی گئی حمرہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا جب کہ آفریدی کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا بن گیا تھا۔

"حمرہ تم اسے کچھ کھلاؤ پلاؤ میں کچھ کرتا ہوں۔" اسے ہدایات دے کر وہ باہر چلا گیا۔

سورج پوری طرح طلوع ہو چکا تھا وہ یونہی اسی پوزیشن میں کارپٹ پر بیٹھی ہوئی تھی سنی اور زونی بھی خاموش خاموش تھے ناشتا کر کے وہ دونوں اسکول چلے گئے تو حمرہ اس کے لیے ناشتا لائی اس کی منتوں کے باوجود اس نے کھانے کو ہاتھ تک نہیں لگایا' آفریدی وہیں چلا آیا۔

"اٹھو حمرہ میرے ساتھ چلو۔" وہ میکانکی انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

"گڑیا تم آرام کرو میں جا کے بات کرتا ہوں ڈونٹ وری۔" اس نے اپنا بھاری ہاتھ صباح کے سر پر رکھا وہ اسے روک بھی نہ سکی دل خوش فہم کو آسرا سا تھا کہ شاید پھوپھو اسے بے گناہ تصور کرلیں وہ دونوں چلے گئے صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام بھی ہو گئی ان کی موجودگی کے آثار ہی نہیں تھے اس کا دل طرح طرح کے اندیشوں سے لرزنے لگا اور یہ اندیشے سچ ثابت ہوئے واپسی پہ ان دونوں کے چہرے دیکھ کر لگا کہ کوئی طوفان آکے گزرا ہے جو اپنے نشان چھوڑ گیا ہے آفریدی کے چہرے کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی خون رنگ ہو رہی تھیں حمرہ بھی غصے میں تھی۔

"مجھے بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے۔" آفریدی کے بیٹھتے ہی اس نے پوچھا۔

"یہ پوچھو کیا نہیں ہوا ہے' تمہارے وہ اکبر انکل اور شازیہ صاحبہ ایسے ایسے رکیک الزامات لگا رہے تھے کہ الامان انہوں نے فون کرکے تمہاری دونوں

پھپھوں کو بھی بلوالیا ہے اور تمہارے ننھیال میں بھی فون کردیا ہے' انہوں نے تو چاچو کو بھی نہیں بخشا ہم تو تمہاری بھلائی کے لیے گئے تھے پر وہ لوگ اتنی گھٹیا باتیں کررہے تھے کہ اللہ توبہ مجھے تو پہلی نظر میں ہی آدمی گھٹیا اور ذلیل لگا تھا ایسے دیکھ رہا تھا جیسے سالم نگل لے گا دل چاہتا ہے شوٹ کردوں اسے۔"

وہ بھڑاس نکال رہی تھی۔ آفریدی نے اسے بلوایا تھا وہ مرے مرے قدموں سے اندر داخل ہوئی تو وہ سگریٹ پھونک رہا تھا سامنے رکھی ایش ٹرے سگریٹ کے ٹوٹوں سے بھری ہوئی تھی۔

"آؤ بیٹھو۔" آفریدی نے سگریٹ مسل دی۔

"میں نے ان لوگوں سے بات کی ہے، بہت سمجھایا پر وہ تمہیں رکھنے کے لیے تیار نہیں ہیں تمہاری دونوں پھپھیاں بھی وہیں تھیں وہ بھی تمہیں قصوروار گردان رہی ہیں اب بتاؤ میں کیا کروں، تمہیں کہاں رکھوں اور مجھے ایک بات بتاؤ کیا سچ مچ ایسا ہوا ہے جیسا اکبر صاحب فرمارہے تھے۔" انہوں نے گہری نظر سے اس کا چہرہ جانچا۔

"آپ، آپ شک کررہے ہیں مجھ پر، میں اتنی گھٹیا نہیں ہوں میں تو سمجھتی تھی کہ انکل واقعی بیٹیوں کی طرح مجھے چاہتے ہیں پر مجھے کیا پتہ وہ انسان نہیں شیطان ہیں' ان کی نوازشات کو میں محبت سمجھتی رہی مجھے کیا پتہ اس چہرے کے پیچھے بھیڑیا چھپا ہوا ہے۔" منہ چھپا کر وہ پھر رونے لگی۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے مجھے پتہ چل گیا ہے تم سچی ہو۔ اب یہ بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ تمہاری ددھیال تو تمہیں رکھنے کو تیار نہیں ہے تمہارے ماموں اور خالا میں بھی تو ہیں مجھے ان کے ایڈریس اور فون نمبر دو میں ان سے رابطہ کرتا ہوں کہ اگر تمہیں لے جائیں۔"

"نہیں جاؤں گی وہاں میں، سب کی نظروں سے تو میں ویسے ہی گر چکی ہوں باقی ماندہ کسر وہاں جاکر نہیں نکلوانا چاہتی' میں کسی دارالامان چلی جاؤں گی آپ زحمت مت کریں۔" وہ روتی ہوئی بھاگ گئی محض ایک دن میں کتنا انقلاب آگیا تھا اس کی معصوم و بے خطا ذات گناہوں کی زد میں آگئی تھی۔

ڈائننگ ٹیبل پہ وہ سب بیٹھے خاموشی سے کھانا کھارہے تھے بلکہ کھا کیا رہے تھے ٹھک رہے تھے اچانک حمدہ کی آواز اس خاموشی کے طلسم کو توڑنے میں کامیاب ہوئی۔

"چاچو پلیز آپ صباح سے شادی کرلیں میں اسے ہرگز نہیں جانے دوں گی پلیز چاچو۔" وہ چیئر سے اٹھ کر آفریدی کے پیچھے کھڑی ہوگئی تھی۔

"حمدہ جاؤ تم یہاں سے' لگتا ہے ہوش وحواس میں نہیں ہو تم۔" آفریدی نے اسے ڈانٹا۔

"میں بالکل ہوش میں ہوں' شادی تو آپ کو کرنی ہی ہے تو پھر ابھی کیوں نہیں۔" وہ بالکل پرسکون تھی۔

"ہاں چاچو آپ کو آپی سے شادی کرنی ہی ہوگی۔" سنی اور زونیر بھی خم ٹھونک کر میدان میں اتر آئے تھے۔

صباح دم بخود انہیں دیکھے جارہی تھی آفریدی نے انہیں ڈانٹا تو تینوں زور زور سے رونے لگے وہ وہاں سے اٹھ آئی۔

رات گئے وہ تینوں صباح کے پاس اس کے کمرے میں آئے تو تینوں کے چہرے فتح مندی کی روشنی سے دمک رہے تھے۔

"صباح چاچو مان گئے ہیں' اب کتنا مزا آئے گا تم دلہن بنوگی اور چاچو دولہا۔" وہ بہت پرجوش ہورہی تھی سنی اور زونیر ٹیبل بجا بجا کر گانے گارہے تھے۔ انگلینڈ سے سندس بھی آرہی تھی وہ سب بے انتہا خوش تھے۔ ان سب کے ساتھ صباح کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا کیا دعاؤں میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ یوں اچانک قبولیت کی سند پالیں کیا جذبے اس طرح بھی اپنا آپ منوالیتے ہیں۔

آفریدی جو اسے ناقابل رسائی لگتا تھا ہمیشہ کے لیے اس کا بننے والا تھا۔ بے انتہا مردانگی کا حامل مضبوط سایہ شخص اس کی قسمت کا درخشندہ ستارہ بننے جارہا تھا اسے یہ سب خواب سا لگ رہا تھا آفریدی جو اسے امیچور لڑکی سمجھ کر ٹریٹ کرتا تھا وہ کیسے مان گیا تھا وہ تو بہت بلندی پر تھا پھر نیچے کیسے جھک گیا۔ وہ جاگتے

ہوئے بھی اس کے خواب دیکھتی تھی پر اب سچ مچ وہ حقیقت کے روپ میں سامنے تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ نہ جانے کیا کر ڈالتی۔

گھر میں مہمان جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ سندس بہت شارٹ نوٹس پر آ رہی تھی وہ بھی شادی سے صرف دو دن پہلے، اس دوران آفریدی کے دوست کی بیگمات اور رشتہ دار خواتین بہت کام آئیں شادی کی تمام شاپنگ ان کے ذمے تھی حمدہ میں اتنی سمجھ بوجھ ہی نہیں تھی اور نہ اتنی عمر تھی کہ ایسے ذمہ داری والے کام کر سکتی اور رہ گئی صباح تو اس کی شادی ہو رہی تھی حمدہ نے اسے ہر کام کرنے سے منع کر دیا تھا ویسے بھی وہ کچھ نہیں کرتی تھی اب مزے آئے ہوئے تھے تینوں وقت ناشتا کھانا کمرے میں ملتا تھا۔

حمدہ کی خالہ گھر کی صفائیاں کروا رہی تھیں بڑی خالہ جوڑے ٹانک رہی تھیں چند دوسری خواتین بازاروں کے چکر لگا رہی تھیں۔ سب رشتہ دار معترض تھے کہ لڑکی آفریدی کے گھر شادی سے پہلے کیوں ہے اب صباح یا حمدہ کو ہرگز یہ خبر نہ تھی کہ آفریدی نے کیا کہہ کر سب کو مطمئن کیا ہے صباح تو مگن تھی حمدہ کو چاچو کی شادی کی خوشی نے بے حال کیا ہوا تھا اس کی توجہ کیسے اس طرف ہوتی دونوں ویسے بھی کم عمر تھیں حمدہ کا ذہن تو پھر بھی سمجھ داری کی بات سوچ لیتا تھا پر صباح بالکل صفر تھی اسے بالکل پتہ نہیں تھا کہ خواتین میں کیا کھچڑی پک رہی ہے۔ خالہ کے بہت زیادہ کریدنے پر حمدہ کے منہ سے سچ نکل ہی گیا۔

"ہائے ایسی لڑکی آفریدی کے پلے بندھ رہی ہے اور تم کیسی بھتیجی ہو کہ خود زور دے کر اسے شادی پر آمادہ کیا کیا ہم مر گئے تھے جو تم نے ہمیں بھی اطلاع دینے کی زحمت نہ کی ایسا ہیرے جیسا شفاف اور کھرا مرد اور یہ لڑکی......"

عظمیٰ خالہ تاسف سے ہاتھ مل رہی تھیں جبکہ حمدہ دم بخود انہیں دیکھے جا رہی تھی اس کی عقل میں کوئی اور بات آئی یا نہ آئی ہو پر ایسی لڑکی سے خالہ کی کیا مراد ہے وہ اچھی طرح جان چکی تھی۔

"خالہ وہ بے گناہ ہے اور چاچو اتنے عرصے بعد مشکل سے شادی کے لیے مانے ہیں آپ ہماری خوشی کا دھیان کریں۔" حمدہ رونے لگی تھی عظمیٰ خالہ کو اس کی پڑ گئی لپک کر اسے گلے لگایا۔

"اس میں اتنی ناراضگی کی کیا بات ہے سچ ہی تو کہہ رہی ہوں میں۔" اسے سہلاتے سہلاتے انہوں نے پھر تیر چھوڑا۔

رات تک یہ خبر بڑی خالہ تک بھی پہنچ گئی انہوں نے حمدہ کے خوب لتے لیے نیکی کر کے وہ مشکل میں پھنس گئی تھی انہیں حمدہ زونیر اور سنی کی فکر ہو رہی تھی کہ صباح شادی کے بعد آفریدی کو اپنے بس میں کرلے گی اور ان تینوں کو دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دے گی کم بخت بڑی خوبصورت بھی تو تھی اور آفریدی سے کم عمر لہٰذا انہیں فکر ہونی ہی تھی۔

"خالہ آپ تو بس خواہ مخواہ ہی پریشان ہو رہی ہیں۔" حمدہ کو خفگی چھپائی نہیں آتی تھی۔

"اب آپ کو خدا کا واسطہ ہے کہیں کسی اور کو یہ کہانی سنانے مت بیٹھ جایئے گا۔" اس نے ہاتھ جوڑے۔

"اے لو ہم تو تمہارے بھلے کی بات کر رہے ہیں اتنا بڑا آفیسر ہے آفریدی اور کہاں وہ لڑکی پھر اس نے جو گل کھلایا ہے مجھے تم اس کی پھوپھی کے پاس تو لے چلو۔" بڑی خالہ غصے میں تھیں۔

"صباح کے یہاں آنے کے تین دن بعد میں نے ٹرک پر سامان جاتے دیکھا تھا وہ لوگ چلے گئے ہیں خدارا اب صباح سے یہ ذکر مت کیجئے گا وہ بہت حساس ہے ڈسٹرب ہو جائے گی۔" وہ منت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"لگتا ہے کہ خاص بات ہے کچھ نہ کچھ ہوا ضرور ہے۔" حمدہ کے جانے کے بعد دونوں بہنوں نے پر خیال انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

صباح مایوں بیٹھ چکی تھی سندس بھی انگلینڈ سے آج پہنچی تھی وہ بھی شادی سے پہلے صباح کی یہاں موجودگی پر حیران تھی آفریدی نے ایک طرف لے جا کر تمام قصہ اسے بتا دیا تھا وہ پر سکون ہو گئی تھی اسے

کوئی اعتراض نہیں تھا صباح ویسے بھی اسے پسند آئی تھی۔ سندس کی دو بیٹیاں عینی اور نمرا بھی ساتھ آئی تھیں ماموں کی دلہن دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی تھیں صباح ان کی ہم عمر ہی تھی۔ خوب گھل مل گئی تھیں اس کے ساتھ اب صرف کل کا روز باقی تھا عینی، نمرا، حمرہ دونوں خالائیں، سندس اور سب شاپنگ کے لیے گئے ہوئے تھے گھر میں صباح ہی تھی بنی سو رہا تھا زونیر اپنے دوست کے گھر گیا ہوا تھا۔ وہ بیٹھے بیٹھے تھک گئی تھی حمرہ نے اسے ہر کام کرنے سے منع کیا ہوا تھا بس کمرے میں ہی ہر چیز دستیاب ہو جاتی۔

کل سے وہ کمرے سے باہر نہیں آئی تھی ان کے شاپنگ پر جانے کے بعد وہ خود کو آزاد محسوس کر رہی تھی باہر آئی تو دھیان نہ جانے کیوں ساتھ والے بنگلے کی طرف چلا گیا وہ اندر سے کرسی اٹھا کر لے آئی اور دیوار کے ساتھ رکھی، فی الحال کسی کے آنے کا امکان نہیں تھا اس نے اوپر چڑھ کر دوسری طرف جھانکا برآمدہ سنسان پڑا ہوا تھا لان میں سے لان چیئرز اور ٹیبل غائب گملے غائب کیاریوں میں لگے پودے سوکھے ہوئے تھے اس نے غور سے دیکھا تو سامنے والے دو کمروں میں تالے لگے ہوئے تھے اس کا دل انجانے اندیشوں سے لرزا بنا سوچے سمجھے وہ دوسری طرف چھلانگ مار کر اتر گئی برآمدے سے گزر کر وہ اندر والے حصے کی طرف بڑھی اور اندر کے دروازے کو دھکیلا وہ لاکڈ تھا باقی کمروں کے دروازے بھی لاک تھے۔ صرف ڈرائننگ روم کا لاک خراب تھا عالیہ پھوپھو نے اکبر انکل کو کتنی بار ان کی سست روی پر ٹوکا تھا کہ لاک ٹھیک کروالیں وہ ہر بار ٹال جاتے وہ ڈرائننگ روم کی طرف مڑی اور لاک پر ہاتھ رکھا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ کمرا خالی پڑا ہوا تھا جیسے چور تمام اسباب سمیٹ کر لے گئے ہوں۔

خالی برآمدہ دیکھ کر اسے جو بات سمجھ میں نہیں آئی خالی کمرا دیکھ کر بخوبی سمجھ میں آ گئی گویا وہ لوگ مکان چھوڑ کر جا چکے تھے۔ وہ ننگے فرش پر بیٹھ کر رونے لگی۔

"عالیہ پھوپھو آپ بغیر بتائے کیوں چلی گئیں۔" وہ ان سے غائبانہ شکوہ کر رہی تھی یونہی روتے جلتے اور کڑھتے کافی وقت گزر گیا دروازہ دھم سے ہوا کے زور سے بند ہوا تو وہ چونکی اور ڈرتے ڈرتے باہر نکلی دھوپ کی شدت میں کافی کمی آ گئی تھی اسے اب وقت گزرنے کا احساس ہوا انجانے خوف سے دل دھک دھک کرنے لگا وہ دوڑ کر برآمدہ عبور کر کے دیوار کے پاس آئی اور بلی کی طرح چڑھ گئی اس سے پہلے کہ وہ دوسری طرف اترتی اس کی نگاہ دیوار کے قریب کھڑے آفریدی پر پڑی وہ شعلہ بار نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کا یونیفارم بتا رہا تھا کہ وہ ابھی ابھی واپس آیا ہے وہ وہیں دیوار پر ساکت ہو گئی تھی۔

"نیچے اترو۔" اس کی آواز پر وہ ہوش میں آئی اور اندھا دھند چھلانگ ماری شکر تھا کہ اسے چوٹ نہیں لگی۔

"کیوں گئی تھیں وہاں۔" آفریدی کا لہجہ بہت سخت تھا وہ خاموش رہی۔

"وہ لوگ جب تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتے تو تم کیوں گئیں تمہیں شاید پتہ نہیں ہے تمہاری پھوپھو گھر چھوڑ کر پندرہ دن پہلے ہی جا چکی ہیں اگر ایسے میں تمہیں کوئی اور یوں اس طرح ادھر جاتے دیکھ لیتا تو جانتی ہو کیا ہوتا؟" وہ اسے خوفناک نظروں سے گھور رہا تھا۔

"نہیں۔" اس کا سر نفی میں ہلا۔

"تو وہ الزام جو تم پر لگایا گیا ہے وہ سچ ثابت ہو جاتا۔" وہ کڑک کر بولا تو صباح کا سر جھک گیا اسے ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ اس کی شعلہ فشاں آنکھوں کا سامنا کرتی۔

"اچھا اٹھو اب اور مجھے کھانا لا کر دو۔" وہ اسے حکم دے کر اندر چلا گیا یہ پہلا موقعہ تھا جب آفریدی نے اسے کوئی کام کہا تھا صباح کے چہرے پر کتنے ہی خوبصورت رنگ بکھر گئے تھے۔ جیسے اس نے کوئی انتہائی پیار بھری بات کہہ دی ہے۔

خانساماں روٹی پکا کر ہاٹ پاٹ میں رکھ گیا تھا پر آفریدی تازہ روٹی کھانے کا عادی تھا ادھر گرما گرم روٹی توے سے اترتی اور آفریدی کو پیش کی جاتی شام کو وہ

کبھی کبھار ہی آتا تھا اور معمول سے ہٹ کر کبھی جلدی اور کبھی دیر سے آتا تھا آج بھی وہ کافی دیر سے آیا تھا صباح کے ہاتھ پیر پھولے ہوئے تھے خانساماں روٹی پکا کر جا چکا تھا حمرہ بھی نہیں تھی جو تازہ روٹی پکا دیتی اسے خود ہی ہمت کرنی تھی آٹے کا ڈونگا فریج سے نکال کر اس نے توا چولہے پر رکھا اور بیلن اپنی طرف گھسیٹا بہرحال کوشش تو کرنی ہی تھی ڈرتے ڈرتے اس نے روٹی بیلی اور اللہ کا نام لے کر توے پر ڈالی شکل قدرے گول ہی لگ رہی تھی۔

"کتنی دیر سے انتظار کر رہا ہوں کب ملے گی روٹی' دیوار پر سے صرف چھلانگیں مارنی ہی آتی ہیں یا کچھ اور کرنا بھی آتا ہے۔" بولتے بولتے وہ سیدھا کچن میں آ گیا۔

صباح بی بی آٹا بیلن اور توے سے نبرد آزما تھیں۔

وہ ڈائننگ ٹیبل کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس کی تمام کارروائی دیکھنے لگا۔

حمرہ عینی اور نمرا آ چکی تھیں دوسری خواتین کی خریداری مکمل ہونے میں نہیں آ رہی تھی ناچار وہ تینوں ٹیکسی کر کے گھر آ گئیں کچن سے کھٹر پٹر کی آوازیں آ رہی تھیں آفریدی کی گاڑی بھی پورچ میں کھڑی تھی حمرہ کا خیال تھا کہ چاچو یا زونیر میں سے کوئی کچن میں ہو گا ان تینوں کو بھی بھوک لگ رہی تھی وہ دبے قدموں اندر کی طرف بڑھیں انقلاب سا انقلاب تھا صباح روٹی پکانے کی کوششوں میں ادھ موئی ہوئی جا رہی تھی آفریدی کا خیال کیے بغیر تینوں کے منہ سے ہنسی کا فوارہ چھوٹا وہ دونوں چونک گئے تھے۔

"ادھر آؤ کہاں غائب تھیں۔"

آفریدی نے ان کی معنی خیز نظروں کا سرے سے نوٹس ہی نہیں لیا۔

"صباح یہاں سے کھسکو فوراً" اگر خواتین نے تمہیں ابھی سے روٹی پکاتے دیکھ لیا تو خیر نہیں۔"

حمرہ نے آٹے کا پیڑا اس سے لے لیا تھا صباح نے تشکر سے اسے دیکھا اور اندر چلی گئی باقی روٹی اس نے پکائی سلاد سجا کر حمرہ نے کھانے کی ٹرے آفریدی کے آگے رکھی سب سے اوپر صباح کی پکائی ہوئی روٹی دھری تھی وہ خاموشی سے توڑ کر کھانے لگا تینوں کو اس کے کوئی ریمارک نہ دینے پر بہت مایوسی ہوئی۔

شادی اور ولیمے کی تقریبات کا اہتمام گھر پر ہی کیا گیا تھا بس چند قریبی رشتہ دار اور دوست تھے۔

نکاح کے فوراً" بعد آفریدی ایک ضروری کام کا کہہ کر چلا گیا تھا کل سندس کو بھی چلے جانا تھا حمرہ اور صباح ان کے پاس بیٹھی تھیں تمام مہمان کب کے رخصت ہو چکے تھے۔ آفریدی نے فون کر کے کہہ دیا تھا کہ آج وہ نہیں آ سکتا سندس کا ارادہ اسے سخت جھاڑ پلانے کا تھا پر وہ فون بند کر چکا تھا۔

دوسرے دن اس کی شکل شام کو ہی نظر آئی بیوٹیشن صباح کو تیار کر رہی تھی آج ولیمہ تھا سات بجے کی فلائیٹ سے سندس کو چلے جانا تھا اسی وجہ سے کھانے کا انتظام جلدی کیا گیا تھا۔ صباح ضد کر رہی تھی کہ وہ بھی ایئرپورٹ چلے گی پر سندس نے آرام سے ٹال دیا ان کے جانے کے بعد صباح نے کپڑے بدلے زیورات اتارے اور ان کا انتظار کرنے لگی ایک گھنٹے بعد ان کی واپسی ہوئی حمرہ' سادہ سے کپڑوں میں ملبوس صباح کو دیکھ کر دنگ رہ گئی۔

"کپڑے کیوں بدلے تم نے بیوقوف۔" وہ اسے ناراضگی سے دیکھ رہی تھی اتنے میں آفریدی گاڑی بند کر کے اسی طرف آیا دونوں بحث کر رہی تھیں اسے دیکھ کر خاموشی چھا گئی حمرہ تو اندر چلی گئی پر اس سے تو قدم اٹھانا بھی دوبھر ہو گیا۔

آفریدی اسے دیکھ رہا تھا بڑے انوکھے اور مختلف انداز سے' سدا کی لاپروا صباح پر آگہی کے در وا ہو گئے رات حمرہ زبردستی جب ذکاء الرب آفریدی کے بیڈ روم کے دروازے پر اسے چھوڑ کر گئی بلکہ شرارت سے دروازہ بھی بجا دیا تو صباح ڈر سی گئی۔

"یس کم آن۔" آفریدی کی گمبھیر مردانہ آواز آئی وہ وہیں جمی رہی حمرہ قریب چھپی کھڑی تھی اسے شانے سے پکڑا اور پاؤں سے دروازہ کھول کے اسے زبردستی اندر دھکیلا وہ گرتے گرتے بچی۔

"اللہ سمجھے تم سے حمرہ۔" وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

آفریدی صوفے پر بیٹھا کچھ فائلیں دیکھ رہا تھا اسے سخت مایوسی ہوئی بلکہ اپنی توہین محسوس ہوئی وہ نظریں اٹھا کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا بات ہے۔" وہ اجنبی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا صباح کو رونا آ گیا۔

"کچھ نہیں۔" اس نے وضاحت کی۔

"تو جاؤ سو جاؤ شاباش اور ہاں جاتے ہوئے دروازہ بند کر جانا۔" وہ دوبارہ فائلوں میں گم ہو چکا تھا۔ صباح کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر حمرہ جان گئی کہ کیا ہوا ہے؟ مشکل یہ تھی کہ آفریدی کو کوئی کچھ کہنے والا بھی نہیں تھا وہ ہمیشہ اپنی کرتا تھا۔

"ہنس، روڈ، بے حس، سنگدل۔" صباح نے سامنے پڑے ٹیبل کو پاؤں سے ٹھوکر مار کر آفریدی کو خطاب دیئے۔

"کون۔" حمرہ نے بمشکل مسکراہٹ دبائی صورت حال کی سنگینی کے باوجود اسے ہنسی آ رہی تھی۔

"تمہارے چاچو اور کون، مزے سے کہہ دیا جاتے ہوئے دروازہ بند کر جانا، مجھے ان کی شکل دیکھنے کا کوئی شوق بھی نہیں ہے۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔

"ویسے یہ جو تمہارے چاچو ہیں ناں انہیں سیدھا ہونے کی ضرورت ہے۔" وہ بے خوفی سے بولی تو حمرہ ہنسی پر قابو نہ رکھ سکی۔

"یعنی تم چاچو کو سیدھا کرو گی۔" وہ اس کے قریب سرک آئی۔

"ہاں۔" وہ گردن اکڑا کر بولی اب کی بار دونوں ہاتھوں پر ہاتھ مار کر ہنسنے لگیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

صباح کو آفریدی کی اگنور کرنے سے چڑ سی ہو گئی تھی ایک بار بھی تو اس نے بات کی تھی نہ سراہا تھا بلکہ وہ تو پہلے سے بھی زیادہ روڈ ہو گیا تھا صباح نے اسے "ہارڈ اسٹون" کا خطاب دے رکھا تھا کبھی کبھی تو اسے رونا آ جاتا وہ مل تو گیا تھا پر صدیوں کے فاصلے پر محسوس ہوتا تھا اور یہی بے توجہی اسے چڑاتی تھی وہ پھر نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا اسے ضد سی ہو گئی تھی۔

آفریدی رات کو ان تینوں کو پڑھاتا تھا بس اس کے پڑھانے کا وقت مقرر نہ تھا اگر وہ جلدی آ جاتا تو وہ تینوں بڑی فرمانبرداری سے کتابیں کھول کر بیٹھ جاتے ان کی دیکھا دیکھی صباح کو بھی شوق چرایا حمرہ کو انگلش پوئٹری مشکل لگتی تو اسے اکنامکس، وہ دونوں کو بڑے اچھے طریقے سے پڑھاتا تھا آج بھی وہ چاروں پڑھ رہے تھے بلکہ پڑھ تو سنی، زونیر اور حمرہ تھے صباح تو اوٹ پٹانگ حرکتیں کر رہی تھی عجیب عجیب شکلیں بنا رہی تھی کبھی منہ چڑاتی کبھی نظر بچا کر چٹکی کاٹ لیتی کبھی سیاہی گرا دیتی اور کبھی خواہ مخواہ پنسل شارپ کرنے لگتی ایسا وہ ہر روز ہی کرتی تھی پر ذکاء الرب آفریدی میں قوت برداشت بے مثال تھی وہ نظرانداز کر دیتا۔

زونیر کو زبردست ڈانٹ پڑی تھی ٹیچر نے کاپی پر لکھ کر دیا تھا کہ سخت محنت کی ضرورت ہے اور یہ ریمارک ۔۔۔ ٹیسٹ کے نیچے لکھے ہوئے تھے تب سے وہ آفریدی کے عتاب کا نشانہ بنا ہوا تھا وہ خود اس لیے انہیں پڑھاتا تھا کہ وہ ست نہ ہو جائیں پانی پینے کا بہانہ بنا کر زونیر کھسک گیا سنی اور حمرہ کو بھی پیاس لگ رہی تھی وہ دونوں بھی چلے گئے۔ آفریدی تینوں کی کاپیاں چیک کرنے لگا اس لیے ان کی لمبی غیر حاضری محسوس نہ ہوئی۔ آفریدی کی نگاہ نوٹ بکس پر تھی اور صباح کی نگاہ اس پر وہ اسے مسلسل اور غور سے دیکھ رہی تھی کہ اس کی روشن پیشانی کی پھڑکتی رگ کو باآسانی محسوس کر رہی تھی۔

صباح کی نگاہ اب اس کی آنکھوں پر تھی پھر اس کا زاویہ نظر گریبان کے کھلے بٹنوں سے آفریدی کے مضبوط ہاتھوں تک آ گیا یہ زندگی کے متعدد رنگ دیکھنے والے کے ہاتھ تھے محنتی اور جفاکش ہاتھ مجرموں اور کریمنلز سے نمٹنے والے آہنی ہاتھ اسے یہ ہاتھ بڑے بے رحم اور کھردرے لگ رہے تھے۔ بے اختیار اس کے تصور میں اکبر انکل کے بے ڈھنگے اور بدوضع ہاتھ آ گئے اس نے جھرجھری سی لی یونہی اسے دیکھتے دیکھتے وہ محو ہو گئی تھی وہ صوفے سے ٹیک لگائے کارپٹ پر بیٹھی ہوئی تھی سر ڈھلک کر صوفے پر ٹک گیا تھا گود میں پڑا دوپٹہ جس کا ایک سرا شانے سے ٹکا ہوا تھا بال

چٹیا سے نکل کر بے ترتیب انداز میں ادھر ادھر پھیلے ہوئے گالوں اور پیشانی کی بلائیں لیتے محسوس ہو رہے تھے شرٹ کی آستینیں کہنیوں سے بھی اوپر چڑھی ہوئی تھیں۔

آفریدی کی نظر بے ارادہ اس پر پڑی تھی وہ کتنی دلکش اور دلربا سی لگ رہی تھی جوانی کی اولین آہٹیں اس کے وجود پر دستک دیتی صاف محسوس کی جا سکتی تھیں۔ اس نے نظر ہٹالی اور پکارا جب تک وہ محتاط ہو کر سیدھی ہوتی وہ کمرے سے جا چکا تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

اس نے مخمور آنکھیں بمشکل کھولیں کمرے میں کوئی نہیں تھا لمحہ بھر میں اس کا خوابیدہ ذہن جاگ گیا گود میں پڑا دوپٹہ اس نے شانوں پر پھیلایا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی حمرہ کمرے میں بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہی تھی۔

"کوئی چانس بنا۔" اس نے صباح کو بے تابی سے تھام لیا تو اس کا ذہن پوری طرح جاگ گیا۔

"کیا مطلب؟" اس نے حمرہ کو گھورا تو وہ مسکرانے لگی۔

"میں اس لیے آگئی کہ تم اور چاچو شاید آپس میں کوئی بات کرو ر......" اس نے مایوسی سے کندھے اچکائے تو صباح کو بھی خواہ مخواہ افسوس ہونے لگا۔

"آئیڈیا۔" حمرہ کی آنکھیں چمک اٹھیں اور اس نے نعرہ لگایا وہ بھی اس کے قریب آگئی۔

"کیسا آئیڈیا۔" صباح بے چینی سے بولی تو وہ بجائے جواب دینے کے اس کا ہاتھ پکڑ کر کچن میں لے گئی حمرہ نے دودھ گرم کیا گلاس میں ڈالا اور چپ چاپ کھڑی صباح کی طرف مڑی۔

"یہ دودھ تم چاچو کے لیے لے جاؤ دوپٹہ سر سے اتار دو آں ہاں یوں لو اور پلیز بال بھی ٹھیک کر لو۔ بیوقوف اور ہاں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

اس کی ہدایات جاری تھیں۔

"میں دروازہ لاک کر کے سونے جا رہی ہوں تم جہاں مرضی آئے سوؤ میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔" حمرہ صاف صاف طوطا چشمی دکھا رہی تھی اسے دکھ تو ہوا پر اس نے اظہار نہیں کیا پر اس سے پوچھنا ضروری سمجھا۔

"پھر میں کہاں سوؤں گی۔" اس کی فکرمندی فطری سی تھی۔

"صباح احمق' بیوقوف زمانے بھر کی' تمہارا اور چاچو کا نکاح ہو چکا ہے شادی ہو گئی ہے' اب تم ان کے پاس رہو میں اب اپنا کمرا شیئر نہیں کر سکتی پلیز چاچی جی ٹرائی تو انڈر اسٹینڈ۔"

آخر میں حمرہ کا لہجہ شرارتی ہو گیا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ صباح کو کیسے سمجھائے اس نے تو اس روز کے بعد سے آفریدی کے کمرے کا رخ ہی نہیں کیا تھا حمرہ ہر لحاظ سے صباح سے قدرے عقل مند تھی جبکہ صباح کو تو دنیا جہان کی خبر نہیں تھی اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو خود ایک بار ضرور پیش قدمی کرتی پر وہ تو نہ جانے کس مٹی کی بنی ہوئی تھی خود سے سمجھتی ہی نہ تھی گھر میں کوئی اور عورت بھی نہیں تھی جو اس مسئلے کا حل نکالتی سندس سے حمرہ کو بڑی امیدیں تھیں پر وہ بھی چلی گئی تھی اب اسے ہی کچھ کرنا تھا۔

"اب جاؤ چاچو بے شک گیٹ آؤٹ کہیں باہر نہ آنا دیکھتے ہیں تمہاری ہمت۔"

حمرہ نے اس کا حوصلہ بڑھایا کچھ حصہ آفریدی کے اس لمس کا بھی تھا جو تھوڑی دیر پہلے جگانے کے عمل کے دوران اسے محسوس ہوا تھا وہ اسے اسرار بھرا لگتا تھا وہ آفریدی کی ذات کے اسرار جاننا چاہتی تھی وہ ایسا کیوں ہے اتنا روڈ اور لاپروا سا کیوں ہے انہی سوالات کے چکر میں وہ اس کے بیڈ روم کے دروازے پر پہنچ گئی اس نے دروازے کو ہلکا سا ناک کیا تو اندر سے آفریدی کی مخصوص گمبھیر آواز سنائی دی۔

"یس کم آن۔" اس نے ڈرتے ڈرتے اندر قدم رکھا وہ بیڈ پر نیم دراز موٹی سی کتاب میں غرق تھا نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا ایک حیرت سی اس کی آنکھ میں چمکی اور معدوم ہو گئی وہ دوبارہ کتاب کی طرف متوجہ ہو گیا۔

صباح نے سائیڈ ٹیبل پر دودھ کا گلاس رکھا۔

"یہ دودھ پی لیں۔" ڈھیروں اعتماد جمع کر کے اس

نے ایک فقرہ بولنے کی ہمت کر ہی لی۔

"ٹھیک ہے رکھ دو۔" وہ ہنوز نظریں کتاب پر گاڑے ہوئے تھا گویا سراسر اس کی نفی کر رہا تھا صباح نے بے ارادہ ہی نبیل کو ٹھوکر ماری اور دھم دھم کرتی باہر آگئی آنسو سلسلہ وار رخساروں پر بہنے شروع ہو گئے تھے حمدہ پریشان ہو گئی وہ منہ لپیٹ کر پڑ گئی اب حمدہ کے فرشتے بھی اس سے کچھ نہیں اگلوا سکتے تھے۔

صبح اس کی آنکھیں سوجی سوجی لگ رہی تھیں۔ ڈائننگ ٹیبل پر سب نے ہی آنکھوں کی سرخی کے حوالے سے تشویش ظاہر کی وہ سر جھکائے ناشتا کرتی رہی آفریدی بھی تیار ہو کر ٹیبل پر پہنچ چکا تھا۔

کیا وہ جادو بھرا سا تھا کاجل
سرخ کر لی جو پونچھ کر آنکھیں

زونیر ذکاء الرب آفریدی کی پروا کیے بنا گنگنایا تو حمدہ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے داد دی کہ شاباش آفریدی نے کوئی توجہ نہیں دی وہ تینوں تو خوب چہک رہے تھے بس صباح ہی خاموش تھی۔

"چاچو دیکھیں چاچی کی آنکھیں کتنی سرخ ہو رہی ہیں۔" زونیر نے متوجہ کیا۔

"کوئی انفیکشن تو نہیں ہے۔" وہ پوچھ رہا تھا۔

"جی نہیں۔" وہ خاصے کڑوے لہجے میں بولی یہ اور بات تھی کہ اس کی آواز کی نمی صاف محسوس ہو رہی تھی۔

"چاچو آپ نے رات کو پڑھاتے ہوئے ڈانٹا تو نہیں انہیں۔" سنی بڑی دور کی کوڑی لایا۔

"نہیں یار۔" وہ خوشدلی سے بولا تو حمدہ نے خاصی حیرت سے اسے دیکھا۔

"یہ اتنی چھوٹی سی ہیں گڑیا جیسی اگر ڈانٹ دیا تو روتی رہیں گی اور مجھے چپ کروانے کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔"

صباح کو اور غصہ آیا۔

"اتنی چھوٹی سی نہیں ہوں میں اور مجھے رونے کا کوئی شوق نہیں بڑی ہو گئی ہوں اب۔" وہ چبا چبا کر بولی۔

"اچھا اب سے۔" زونیر بڑبڑایا۔ شکر ہے کہ صباح تک اس کی آواز نہیں پہنچی۔

"اچھا میں اب چلتا ہوں تم لوگ سکون سے ناشتا کرو۔" وہ کرسی دھکیل کر کھڑا ہو گیا اس کے جاتے ہی حمدہ اور زونیر اس کے سر ہو گئے۔

ابھی آپ کی عمر کیا ہے ابھی پیار میں کیا رکھا ہے
ایسی باتیں نہ کرو جاؤ کھیلو جاؤ کھیلو یہ لو جھنجھنا

حمدہ نے ایف ایم آن کیا تو اس گانے کی آواز گھر بھر میں پھیل گئی وہ خود بھی گنگناتے ہوئے بار بار ایک ہی فقرے کی تکرار کر رہی تھی۔

ابھی آپ کی عمر ہی کیا ہے۔

آفریدی گاڑی کی چابی ٹیبل پر ہی بھول گیا تھا وہ لینے آیا تو حمدہ زور و شور سے گلوکارہ کے ساتھ گا رہی تھی۔

ابھی آپ کی عمر ہی کیا ہے......

اسے دیکھ کر حمدہ کی زبان کو بریک لگ گئے صباح تیز تیز چلتی باہر نکل گئی تھی رات بھر وہ روتی رہی تھی اس بات پر کہ آفریدی نے ایک نظر بھی اس پر نہیں ڈالی تھی بس کتاب پڑھتا رہا تھا پھر صبح حمدہ اور زونیر کی چھیڑ چھاڑ، راز کے یوں سر عام فاش ہو جانے پر وہ تپ گئی تھی مزے کی بات یہ کہ وہ سرے سے نوٹس ہی نہیں لے رہا تھا۔

اس نے آج کالج سے بھی چھٹی کی تھی کسلمندی سے دوبارہ بستر میں گھس گئی تھی ٹیلی فون پر نظر پڑی تو ایسے ہی آفریدی کا نمبر ڈائل کر دیا۔

"ہیلو ذکاء الرب آفریدی اسپیکنگ۔" اس کی بلا کی مردانہ گمبھیر آواز سنائی دی صباح کی پیشانی پر ننھے ننھے قطرے ابھر آئے کوئی جواب نہ ملنے پر وہ دوبارہ بولا اور پھر بند کر دیا صباح نے دوبارہ ڈائل کیا اور نہیں بولی پھر دوسری، تیسری اور چوتھی بار اسے تنگ کر کے صباح کو بڑا مزا آیا رات کی بدمزگی کا خاتمہ ہو گیا اس کا غصیلا برداشت کی حدوں کو چھوتا لہجہ یاد کر کے اسے چین آگیا حمدہ اور سنی، زونیرہ کے آنے سے پہلے اس نے پھر فون کیا اتفاق سے آفریدی نے ہی ریسیو کیا۔

"جی کہیے میں ہمہ تن گوش ہوں۔" اسے پتہ چل گیا کہ یہ وہی کال ہے۔

"میں رباب بول رہی ہوں۔" آخر اس نے اپنی آواز سنوا ہی دی۔

"جی فرمایئے میں سن رہا ہوں۔" وہ بولا۔

"آپ کا نام کیا ہے۔" اس نے احمقانہ سوال کیا۔

"ذکاء الرب آفریدی" وہ بڑے سکون سے بولا۔

"آپ کی شادی ہو چکی ہے۔" وہ تیزی سے بولی۔

"آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔" وہ حیرت سے بولا۔

"بس ایسے ہی۔" اس نے بات بنائی۔

"دیکھیے مس رباب اب آپ فون بند کریں میرا وقت بہت قیمتی ہے۔" اس کا جواب سننے سے پہلے ہی فون بند کر دیا گیا۔ صباح کو لگا جیسے اس نے کوئی معرکہ سر کر لیا ہے۔ حمرہ کے آنے سے پہلے اس نے کپڑے بدلے اور بالوں میں برش کیا ان تینوں کے آنے پر کھانا ساتھ کھایا گیا حمرہ اس سے ناراض سی تھی پر اس نے خاص پروا نہیں کی۔

کھانے کے بعد وہ لمبی تان کر سوئی آج بڑے مزے کی نیند آئی تھی شام چھ بجے کے قریب حمرہ نے اسے زبردستی اٹھایا تو وہ بیزاری سے اٹھ کر بیٹھ گئی سستی سی طاری تھی منہ پہ پانی کے چھینٹے مارتی وہ باہر آ گئی۔

سورج رخصت ہونے کی تیاریوں میں تھا حمرہ کچن میں تھی اسے آج کل کچن سے بڑا لگاؤ ہو گیا تھا فارغ اوقات میں نت نئے کھانوں کے تجربے کرتی۔ وہ لان چیئر پر ٹک گئی سنی اور زونیر بھی کہیں نظر نہیں آ رہے تھے وہ لمبے لمبے چکر کاٹنے لگی یہاں سے وہاں ایک سرے سے دوسرے سرے تک۔

♥ ♡ ♡ ♥

آفریدی کا خاندان ایک بھائی اور بہن پر مشتمل تھا باپ تو عرصہ ہوا فوت ہو چکا تھا۔

ماں بھی عبدالرب آفریدی کی شادی کے چند ماہ بعد وفات پا گئی تھی جیسے بس بہو کے گھر آنے کے انتظار میں ہو۔ عبدالرب نے سندس کی شادی پہلے ہی کر دی تھی عادل فارن سروسز میں تھا سندس اس کے ساتھ باہر چلی گئی عبدالرب بھی تین بچوں کا باپ بن چکا تھا۔ لاہور میں اس کے عزیز ترین دوست کی شادی تھی اس نے بڑی چاہت اور مان سے اسے مدعو کیا تھا آمنہ اور وہ دونوں چلے گئے تینوں بچے گورنس کے پاس تھے راستے میں جاتے ہوئے عبدالرب کی گاڑی کا ٹرک کے ساتھ خوفناک حادثہ ہوا آمنہ اور وہ موقعہ پر ہی ختم ہو گئے ان کی لاشیں ہی واپس آئیں۔

ذکاء الرب آفریدی کو پولیس میں جاب جوائن کیے چند ہفتے ہی ہوئے تھے اس پہ بھائی کے بچوں کی بھاری ذمہ داری آ پڑی حمرہ اس وقت چھ سال کی زونیر چار سال کا اور سنی دو سال تھا آفس سے آ کر آفریدی کا سارا وقت ان بچوں کے ساتھ گزرتا تھا۔ ثمرا کے ساتھ اس کی منگنی چار سال پہلے ہو چکی تھی یہ منگنی بڑوں کی رضامندی اور ان کی مشترکہ پسند سے ہوئی تھی۔ ثمرا جو اس کی پہلی محبت اولین چاہت تھی وہ ان بچوں کی ذمہ داری اس کے ساتھ مل کر بانٹنا چاہتا تھا سندس کے ذریعے اس نے ماموں کو کہلوایا کہ وہ جلد شادی کرنا چاہتا ہے بلکہ اس نے خود ہی ثمرا سے بات کی۔

"ہم دونوں مل کر ان بچوں کی پرورش کریں گے۔" اس نے صاف انکار کر دیا اور ہتھے سے ہی اکھڑ گئی کہ میں ان بچوں کی آیا نہیں بن سکتی۔

ماموں ممانی کی بھی یہی مرضی تھی کہ آفریدی بچے ان کی ننھیال کے حوالے کرے وہ تب ثمرا کی شادی آفریدی سے کرنے کے لیے تیار ہیں وہ خود سخت مشکل میں تھا سنی کسی طرح بہلنے میں آتا ہی نہیں تھا ان کی نانی نے کہا کہ ایک ایک بچہ سب کو دے دو تمہیں آسانی ہو جائے گی مگر اسے یہ بندر بانٹ گوارا نہیں تھی وہ اس کے بھائی کے بچے تھے جانور کے تو نہیں جو وہ پسند کرنے والوں میں بانٹ دیتا' سندس نے بھی کہا کہ اپنی زندگی تباہ نہ کرو شادی کر لو ماموں کی بات مان لو ثمرا بھی تو کتنی کٹھور بن گئی تھی اس کی ایک نہیں سن رہی تھی پھر اس نے منگنی کی انگوٹھی بھی واپس کر دی۔

درپردہ وہ ماموں ممانی کی حمایت ۔ بھی اسے حاصل تھی جلد ہی ثمرا نے اپنے چچا زاد سے شادی کر لی اس دوران سب نے اس پر دباؤ ڈالا کہ تم بھی شادی کر لو کم از کم بچوں کو سنبھالنے والی تو آ جائے گی پر وہ ثمرا کے

تجربے سے گھبرایا ہوا تھا اگر اسے ذکاء کی ذات سے اتنی سی بھی محبت ہوتی تو وہ بچوں کا مسئلہ زیر بحث نہ لاتی وہ تو مزے سے شادی کرکے چلی گئی آفریدی کو اس کے بعد کوئی جچا ہی نہیں وہ بہانے سے "سختی سے ٹالتا رہا حالانکہ سندس اور ملنے جلنے والوں نے کتنی لڑکیاں دکھائیں پر دل آمادہ ہی نہ ہوا اس نے اپنی ساری توجہ حمدہ، زونیر اور سنی کو دے دی بڑی محبت اور شفقت سے ان کا خیال رکھا وہ ننھے ننھے پودے اب بڑے ہوگئے تھے تینوں کی جان اپنے چاچو میں تھی جنہوں نے اپنی زندگی کا قیمتی حصہ ان کی پرورش میں صرف کردیا۔

آفریدی اب پختہ عمر کا میچور اور انتہائی باوقار مرد تھا شادی کا تصور اس نے کب کا دل دماغ سے نکال دیا تھا۔ اسپیشل پولیس ڈپارٹمنٹ میں وہ ایک انتہائی اعلیٰ اور ذمہ دار پوسٹ پر تھا دنیا کی ہر سہولت حاصل تھی بس کبھی کبھی ثمرا کے حوالے سے کسک سی محسوس ہوتی تھی کہ اگر وہ یوں ضد میں آکر یہ شرط نہ لگاتی تو زندگی اتنی بے رنگ نہ ہوتی وہ یوں تنہا نہ ہوتا۔

شادی کے بعد سے لے کر اب تک اس کی ثمرا سے ملاقات نہیں ہوئی تھی ماموں ممانی نے پہلے ہی تمام رابطے ختم کردیئے تھے سندس بھائی کے اس دکھ پہ افسردہ تھی پر اس سنگدل کو کوئی پروا نہیں تھی وہ آج کل کراچی میں ہی تھی آفریدی کے بارے میں اسے ایک ایک بات اور حرکت کی خبر تھی یوں بھی ماموں ممانی اپنے گزشتہ رویے پر نادم تھے آفریدی نے انہیں معاف کردیا تھا وہی اس کے بارے میں ثمرا کو بتاتے تھے اس کی شادی کو گیارہ برس ہوچکے تھے پر ابھی تک اس کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی اس کا شوہر عرفان مسلسل دوسری شادی کے چکر میں تھا۔

♥ ♡ ♡ ♥

ذکاء الرب آفریدی نے تو پکا ارادہ کرلیا تھا کہ شادی نہیں کرے گا اس نے خود کو کام میں اتنا مصروف کرلیا تھا کہ اس کا دھیان کسی اور طرف جاتا ہی نہیں تھا۔ حمدہ، سنی اور زونیر نے اس کا عہد کمزور کروادیا تھا ان کے آنسوؤں سے وہ ہار گیا تھا۔

زندگی بھر اس نے ہار نہیں مانی یہاں تک کہ ثمرا سے بھی نہیں پر ان بچوں سے شکست کھا گیا تھا اسے ہاں کرتے ہی بنی وہ چاچو کی بنجر اور سنگلاخ زندگی میں بہار لانا چاہتے تھے۔ صباح کو وہ حمدہ کی دوست جان کر اسی کی طرح ٹریٹ کرتا تھا پر صباح کے انداز کچھ اور ہی کہتے تھے آفریدی نے اسے نظروں کا وہم سمجھ کر جھٹلانا چاہا پھر جب یہ واقعہ ہوا تو حمدہ نے رو رو کر اسے شادی کے لیے مجبور کیا کہ صباح آپ کو ٹوٹ کر چاہتی ہے۔ اس نے عمر کے فرق کا حوالہ دیا پر وہ نہیں مانی کہ اکثر مرد اسی عمر میں شادی کرتے ہیں صباح کی کم عمری اور حرکتوں کو وہ خاطر میں ہی نہ لا رہی تھی ان بچوں کی بلیک میلنگ کے ہاتھوں وہ مجبور ہوگیا اور صباح سے شادی کی ہامی بھرنی ہی پڑی۔

اسی دوران ثمرا کے شوہر کا انتقال ہوگیا وہ اس کے آفس آئی تھی بہت پریشان اور ہراساں تھی اس نے بتایا کہ عرفان کی موت کے بعد اس کا چھوٹا بھائی وڈیرا طاہر اس سے زبردستی شادی کرنا چاہتا ہے تاکہ خاندان کی جائیداد خاندان میں ہی رہ سکے۔ وڈیرا طاہر کی حرکتوں سے تو ایک زمانہ آگاہ تھا عیاش طبع رنگین مزاج تھا وہ' اب مسئلہ یہ تھا کہ ثمرا اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی طاہر نے اسے خوفزدہ کرنے کے لیے دو بار اس کے گھر فائرنگ بھی کروائی اب وہ دن رات اسے اغوا کی دھمکیاں دے رہا تھا اس لیے وہ ذکاء کے پاس آئی تھی۔

"پلیز ذکاء میری مدد کرو رات کو سوتے ہوئے بھی مجھے ڈر لگتا ہے۔ تم کچھ روز کے لیے مجھے اپنے گھر ٹھہرنے کی اجازت دے دو اور کسی بھی طرح میری جان طاہر سے چھڑوادو۔" وہ باقاعدہ رو رہی تھی اس کے دل کو کچھ ہوا۔

"ماموں اور ممانی اس بات سے آگاہ ہیں۔" اس نے خود پر قابو پاکر پوچھا۔

"انہی کی رضامندی سے تو آئی ہوں ان میں تمہارا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے۔" ثمرا نے نظریں اور سر جھکالیا تھا وہ گزشتہ دنوں کی تلخیاں بھلائے سوال کر رہی تھی وہ مان گیا ثمرا کو پوری دنیا میں وہی قابل بھروسہ لگا ورنہ فائرنگ والے واقعے کے بعد سے ماں

باپ بھی اس سے بیزار ہو گئے تھے تبھی تو وہ اس کے پاس آئی تھی۔ آفریدی اسے اپنے ہمراہ لے آیا تھا حمدہ اسے جانتی تھی کیونکہ تقریبات میں کبھی کبھار سامنا ہوتا رہتا تھا پر صباح اس سے واقف نہیں تھی، حمدہ نے اس کا تعارف چاچو کی کزن کی حیثیت سے کروایا تھا اب اس سے محبت سے ملے۔

ان تینوں بہن بھائیوں کے فرشتوں کو بھی علم نہ تھا کہ ماضی میں یہ چاچو کی منگیتر رہ چکی ہیں اس کے لیے اوپر والا کمرا سیٹ کیا گیا تھا یہاں آکر اس نے خود کو پرسکون محسوس کیا ظاہر کا خوف بھاپ بن کر اڑ گیا تھا۔

آفریدی آج جلدی واپس آگیا تھا کھانا تیار تھا وہ سب ٹی وی لاؤنج میں موسیقی کا پروگرام دیکھ رہے تھے صباح حسب عادت لان کے چکر کاٹ رہی تھی اسے شدید بھوک لگی ہوئی تھی دن کو بھی نہیں کھایا تھا اس لیے صبر نہیں ہو رہا تھا وہ کچن میں چلی آئی۔

"کتنی دیر ہے۔" اس نے خانساماں سے پوچھا۔

"بس جی پندرہ منٹ ہیں۔" اس نے ہانڈی کا جائزہ لے کر اسے بتایا۔

"اچھا۔" وہ مایوسی سے سرہلاتی باہر آگئی اچانک اس کی نظر اسی طرف آتے آفریدی پر پڑی ایک شرارت بھری مسکراہٹ اس کے لبوں پر مچلی اس نے ابھی تک صباح کو نہیں دیکھا تھا اس نے اس کی طرف دوڑ لگائی جیسے اپنی دھن میں ہو نتیجتاً وہ پوری قوت سے اس سے ٹکرائی آنکھوں کے آگے تارے ناچ گئے شرارت میں اس کا ہی نقصان ہوا اس کے پیر میں بری طرح موچ آئی وہ زور زور سے روتے ہوئے وہیں بیٹھ گئی اتنے میں اندر سے وہ سب بھی نکل آئے تھے۔

"کیا ہوا ہے۔" حمدہ نے بے قراری سے پوچھا۔

"موچ آگئی ہے پیر میں شاید۔" اس کے بجائے آفریدی نے جواب دیا۔

"اندر چل سکتی ہو۔" ثمرا نے ہمدردی سے پوچھا وہ بھی اس کے قریب بیٹھ گئی تھی وہ بس روئے جارہی تھی۔ ساتھ ساتھ ہائے اللہ جی کی صدا بھی لگاتی زونیر بھاگ کر سرونٹ کوارٹرز سے مائی سکینہ کو بلا لایا وہ موچ نکالنے کی ماہر تھیں پل بھر میں موچ نکال دی اب کہیں جاکر صباح کی ریں ریں بند ہوئی۔

شرارت کرنے کی سزا مل گئی تھی ڈائننگ ٹیبل پہ حمدہ بار بار مختلف چیزیں زبردستی اس کی طرف بڑھا رہی تھی، ثمرا کی وجہ سے روز اچھا خاصا اہتمام ہوتا تھا۔ صباح کا موڈ آف تھا حمدہ کے منتیں کرنے کے باوجود اس نے تھوڑا سا کھایا تھا۔

"چاچو آپ اس سے کہیں ناں کھانا کھائے آپ نے کوئی جان کر تھوڑی ٹکر ماری تھی۔" حمدہ کے لہجے میں لطیف سی شرارت تھی۔ آفریدی نے گردن موڑ کر صباح کو دیکھا وہ اس کے برابر ہی بیٹھی تھی اس کا منہ پھولا ہوا تھا۔

"صباح گڑیا کھاؤ ناں دیکھو اتنی اچھی ڈشیز ہیں۔" اس کے انداز میں بس شفقت ہی شفقت تھی اس کا دل لفظ گڑیا پر خاک ہو گیا کیوں کہتا ہے یہ اسے گڑیا کیوں اتنی شفقت سے مخاطب کرتا ہے وہ حمدہ نہیں ہے صباح ہے صباح۔" کرسی دھکیل کر وہ اٹھ آئی۔

رات آفریدی جب اپنے بیڈ روم میں آیا تو لائٹ جلاتے ہی چونک گیا صباح کارپٹ پر گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھی اسے بے پناہ حیرت ہوئی۔

"صباح۔ صباح۔" آفریدی نے اسے پکارا وہ پڑھنے کے لیے اچھی سی کتاب ڈھونڈ رہا تھا دو دفعہ پکارنے کے باوجود اسے جواب نہیں ملا وہ اپنی تلاش کا سلسلہ موقوف کر کے اس کی طرف آیا۔

"صباح۔" اب کے وہ اس کی طرف جھک کر خاصی اونچی آواز میں بولا اس نے دھیرے سے سر اوپر اٹھایا اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں۔

"کیا ہوا ہے۔" وہ بیڈ پر اس کے مقابل بیٹھ گیا۔

"آپ مجھے گڑیا مت کہا کریں چھ ماہ بعد میں پورے سترہ سال کی ہو جاؤں گی۔" آفریدی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔

"چلیں نہیں کہتے گڑیا مانا کہ آپ بہت بڑی ہیں۔" صباح کو یوں لگا جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔

"آپ اتنے بزرگ بننے کی کوشش مت کیا کریں میں بچی نہیں ہوں۔" وہ آستین سے آنسو بھی صاف کرتی جارہی تھی اور بول بھی رہی تھی۔

"سب پتہ ہے مجھے۔" وہ بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ اور سن رہا تھا۔ صباح نے بڑی ناراضگی سے اسے دیکھا۔ وہ اپنی سحر انگیز مقناطیسی نگاہیں اسی پہ مرکوز کیے ہوئے تھا۔

"آپ مجھ سے ڈرتے ہیں ناں۔" وہ بڑی بے خوفی سے اسے دیکھ رہی تھی وہ سن سا ہو گیا۔

"جاؤ صباح جاؤ۔" وہ پہلے والا آفریدی بن گیا۔

"میرا مقابلہ تو کر نہیں سکتے ظاہر ہے جانے کا ہی کہیں گے۔" نکلتے نکلتے وہ فقرا پھینکنے سے باز نہیں آئی آفریدی کی آنکھوں کی سرخی رفتہ رفتہ گہری ہونے لگی تھی۔ رات صباح بڑے سکون سے سوئی تھی۔

دوسری رات وہ پیٹرولنگ پر تھا گھر نہیں آیا اگلی رات بھی اس کے آنے کا پروگرام نہیں تھا صباح نے بے خبر سوئی حمرہ پر نظر ڈالی اور فون ٹیبل سے اٹھا کر گود میں رکھ لیا اس کی انگلیاں آفریدی کے آفس کا نمبر ڈائل کر رہی تھیں وہ دعا کر رہی تھی کہ وہی ملے اور وہی ملا اسی نے ہی ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو ذکاء الرب آفریدی اسپیکنگ۔" اس کی آواز تھکی تھکی سی تھی۔

"کیا کر رہے تھے آپ۔" وہ آہستہ مگر پر جوش آواز میں۔

"جھک مار رہا ہوں۔" جواب ملا وہ بے اختیار کھلکھلائی رات کے اس سناٹے میں اس سے بات کرنا بہت اچھا لگ رہا تھا اس کا جی چاہ رہا تھا اسے تنگ کر کے اس کی بے بسی سے لطف اندوز ہو۔

"آپ پڑھتی ہیں۔" وہ پوچھ رہا تھا اس نے اثبات میں جواب دیا۔

"تو ایسا کریں اپنی کتابیں کھولیں اور پڑھیں۔" آفریدی نے مشورہ دے کر فون بند کر دیا صباح نے ری ڈائل کا بٹن پش کر دیا۔

"میرا دل چاہ رہا ہے آپ سے باتیں کروں پلیز فون بند مت کیجیے گا۔" وہ اس کے فون اٹھاتے ہی لجاجت سے بولی تو وہ بے اختیار گہری سانس لے کر رہ گیا اور رسٹ واچ پر نگاہ ڈالی رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے پتہ نہیں کون سر پھری تھی۔

"آپ نے کبھی کسی سے محبت کی ہے۔" اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

"لگتا ہے آپ فلمیں بہت دیکھتی ہیں۔" صباح کو یوں محسوس ہوا وہ جیسے دھیرے سے مسکرایا ہو۔

"اور لگتا ہے آپ نہیں دیکھتے؟" وہ جھٹ بولی۔

"میرے پاس ٹائم نہیں ہوتا کہ میں موویز وغیرہ دیکھوں۔"

"یعنی خاصی مصروف زندگی ہے آپ کی' پھر تو آپ کے پاس شادی کے لیے بھی ٹائم نہیں ہوگا۔"

"یس آف کورس' میرے پاس وقت نہیں ہے کہ شادی جیسی خرافات میں پڑوں۔" وہ اس کی بات کے جواب میں اطمینان سے بولا تو وہ دل میں اسے گالی دے کر رہ گئی (ہاں تمہیں کیا ضرورت ہے شادی جیسی خرافات میں پڑنے کی بھلا پتھر بھی شادی کرتے ہیں) وہ محض سوچ سکی زبان سے نہ کہہ سکی۔

"گویا آپ عمر بھر شادی کریں گے ہی نہیں۔" وہ پتہ نہیں کیا جاننا چاہتی تھی۔

"نہیں۔" وہ کھٹ سے بولا۔

"آپ کا دل نہیں چاہتا کہ کوئی آپ کی تمام تھکن سمیٹ لے آپ تھکے ہارے آئیں تو وہ آپ کا استقبال خوبصورت مسکراہٹ سے کرے آپ کا ہر کام اپنے ہاتھ سے کرے' آپ کے سر میں درد ہو تو وہ آپ کا سر دبائے اور جب آپ بیمار پڑ جائیں تو وہ ساری رات آپ کے سرہانے بیٹھی رہے۔" صباح بول رہی تھی ریسیور کے دوسری طرف خاصی دیر خاموشی چھائی رہی وہ بولا تو اس کا لہجہ تھکا تھکا سا تھا۔

"اپنی ایسی قسمت کہاں۔" وہ زبردستی ہنسا۔

"کیوں آپ بدصورت ہیں' معذور ہیں یا ان پڑھ ہیں۔" وہ بحث کرنے کے موڈ میں تھی۔

"اچھی لڑکی اب فون بند کرو اور آرام سے سو جاؤ۔" وہ بولا۔

"مجھے اب کہاں نیند آئے گی۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"کیوں۔" وہ حیران ہوا۔

"بس نہیں آئے گی نا۔" وہ گویا لڑ رہی تھی وہ دل

میں خاصا محظوظ ہوا۔

"اچھا ٹھیک ہے نہ سوئیں پر میری جان تو چھوڑیں مجھے بہت سارے کام ہیں' میں پیٹرولنگ پر جا رہا ہوں۔" دوسری طرف سے ریسیور رکھنے کی آواز آئی تو اس نے بھی ریسیور رکھ دیا۔ حمدہ اسی طرح سو رہی تھی ایک وہ ہی بے چین تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

ثمرا کو ان کے ہاں رہتے ہوئے تین ہفتے ہو چکے تھے سندس کا فون آیا تو حمدہ نے اس کے بارے میں بتایا وہ خوب گرجی برسی اور ماضی کی کہانی کھول کر رکھ دی حمدہ نے صباح تک بات پہنچائی وہ گم صم ہو گئی تھی اس کے معصوم سے دل کو زبردست ٹھیس لگی تھی۔

رات کھانا کھاتے ہوئے سنی نے بے اختیار ثمرا سے سوال کیا کہ آنٹی کب جائیں گی۔

"یہ تو اب شاید ہی جائیں۔" صباح اپنی پلیٹ پر جھکے جھکے دھیرے سے بولی یہ فقرا ڈائریکٹ آفریدی اور ثمرا تک پہنچا۔

"بی ہیو یور سیلف صباح تمہیں مہمانوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔" وہ اچانک پھٹ پڑا تھا صباح کھانا چھوڑ کر چلی گئی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

صباح الفریڈ ہچکاک کی فلمیں بہت دیکھتی تھی دو تین ماہ پہلے دیکھی گئی اسے ایک فلم یاد آ گئی جس میں شوہر اپنی بیوی کو دلچسپ طریقے سے قتل کرتا ہے اس کے ذہن میں ایک خوفناک منصوبہ پل رہا تھا نہ جانے اسے کیوں یقین ہو گیا تھا کہ ثمرا جو آفریدی کی پہلی محبت اور منگیتر تھی وہ اس سے اس کی پہلی محبت پہلی خوشی چھین لے گی۔

سب سو چکے تھے گھر کی تمام لائٹیں آف ہو چکی تھیں صباح نے دبے قدموں اٹھ کر باہر جھانکا ہر سو سناٹا طاری تھا وہ دبے قدموں باتھ روم میں گئی ٹٹول کر لائیٹ جلائی اس کا مطلوبہ واشنگ سوپ سامنے پڑا تھا اس نے پورا کارٹن اٹھا لیا اور سیڑھیوں کے نزدیک رکھا پھر اس نے ایک ایک سیڑھی پر صابن ملا فریج سے پانی کی بوتل لا کر پانی بھی چھڑکا تمام کارٹن خالی ہو چکا تھا ماربل کی چکنی سیڑھیاں صابن سے بھر گئی تھیں۔ ثمرا کا کمرا دوسری منزل پر تھا وہ چار انچ اونچی ہیل پہن کر کھٹ کھٹ کرتی نیچے آتی تھی۔

"تمہیں تو مزا آ جائے گا ثمرا آنٹی۔" اس نے یوں دانت پیسے گویا دانتوں کے نیچے ثمرا ہو۔ رقابت کے جوش میں اسے ہوش ہی نہیں رہا کہ اس نے کتنا خطرناک کام کر دیا ہے۔

صبح اس کی آنکھ دردناک چیخوں کی آواز سے کھلی وہ اور حمدہ بھاگتی ہوئی باہر آئیں صباح کو ہوش ہی نہیں رہا کہ یہ سب اس کے کارنامے کی بدولت ہوا ہے۔ ثمرا آخری سیڑھی پر آڑھی ترچھی آنکھیں بند کیے پڑی تھی اس کے سر کے قریب خون کا ایک چھوٹا سا تالاب بننا شروع ہو گیا تھا آفریدی وقت ضائع کیے بنا اسے ہاسپٹل لے گیا ثمرا کو فوراً "ایمرجنسی وارڈ" میں لے جایا گیا اس کی حالت بہت سیریس تھی آفریدی بہت ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے گھر پہنچا ثمرا کی چیخ پر سب سے پہلے وہی باہر نکلا تھا اس کی تیز نگاہوں نے سیڑھیوں پر لگا صابن دیکھ لیا تھا۔

اس کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو اس پریشانی میں اس کا ذہن ہرگز اس طرف نہ جاتا پر وہ پولیس ڈپارٹمنٹ میں تھا اور پولیس والوں کی نگاہیں تو ویسے بھی تیز ہوتی ہیں۔ اس نے دوبارہ سیڑھیوں کا جائزہ لیا پہلی سیڑھی سے آخری سیڑھی تک صابن لگا ہوا تھا اور آخری سیڑھی کے ساتھ ہی خالی کارٹن پڑا ہوا تھا تمام کہانی اس کی سمجھ میں آ گئی تھی ثمرا روزانہ کی طرح اٹھ کر نیچے آ رہی ہو گی اور جیسے ہی اس نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہو گا اس کا پیر پھسلا ہو گا اور وہ توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے گر پڑی ہو گی سیڑھی کا کونا لگنے کی وجہ سے اس کا سر پھٹ گیا تھا بازو اور ٹانگ میں بھی زخم آئے تھے۔

آفریدی نے سیڑھیوں کے پاس ملازم کو کھڑا کیا اور خود ان چاروں کے پاس چلا آیا۔

"کس کی حرکت تھی یہ۔" وہ غصے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا وہ تینوں بھی سیڑھیوں کا حشر دیکھ چکے تھے صباح کا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا ثمرا کے سر

سے نکلتے خون کو دیکھ کر وہ بے قابو ہو گئی تھی حمدہ، زونیر اور سنی کو پتہ چل چکا تھا یہ کارنامہ صباح کا ہے وہ اب بری طرح رو رہی تھی اسے اب ہوش آیا تھا کہ اس نے کیا کیا ہے آفریدی کی پیشہ ور تجربہ کار نظروں نے تاڑ لیا کہ مجرم کون ہے۔

"ادھر آؤ تم۔" اس نے صباح کو باقی تینوں سے الگ کیا۔

"یو نو کہ تم نے کتنی خطرناک حرکت کی ہے ثمرا کی حالت بہت سیریس ہے اگر وہ مر گئی تو تم قاتل کہلاؤ گی اتنی سی تو ہو تم اور تمہاری حرکتیں عادی مجرموں جیسی ہیں، بڑے بڑے کرمنلز کو سدھارا ہے میں نے تم کیا چیز ہو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ عمر بھر یاد رکھو گی۔"

وہ درندے کی طرح غضبناک ہو رہا تھا کسی کے سوچنے سمجھنے سے پیشتر اس نے "تڑاخ تڑاخ تڑاخ" مارنا شروع کر دیا۔

وہ بیدردی سے جو چیز ہاتھ لگ رہی تھی اس سے صباح کو مار رہا تھا ان تینوں بہن بھائیوں کو تو جیسے سکتہ ہو گیا تھا کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اسے چھڑاتا یا اس کی حمایت میں بولتا بالآخر حمدہ کے پتھر جسم میں حرکت پیدا ہوئی وہ بیساختہ دوڑی اور آفریدی کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"چاچو آپ کو خدا کا واسطہ اسے چھوڑ دیں۔" وہ اس کے پیروں سے لپٹ گئی تھی زونیر اور سنی کو بھی ہوش آ گیا تھا وہ دونوں رو رہے تھے۔

"چاچو آپ اور مت ماریئے آپی کو۔" چھوٹے سنی نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا اس کے معصوم سے ذہن کے لیے یہ حادثہ بہت بڑا تھا جونہی آفریدی کا ہاتھ رکا، صباح بھی تیورا کر زمین پر گر پڑی آفریدی انہی قدموں ہاسپٹل آ گیا۔

حمدہ، سنی، زونیر تینوں صباح کے پاس بیٹھے رو رہے تھے حمدہ نے اسے ہوش میں لانے کی کوششیں کی اس کے کہنے پر زونیر ڈاکٹر کو فون کرنے چلا گیا تھا ان دونوں کے جاتے ہی حمدہ نے صباح کی کمر دیکھی چمڑے کی بیلٹ لگنے سے خون سا ابھر آیا تھا۔ نشان گوشت میں دھنسے لگ رہے تھے۔ بازو، پنڈلیوں، ٹانگوں کا بھی یہی حال تھا

اس نے دوبارہ زونیر کو دوڑایا اور ڈاکٹر کو لانے سے منع کیا ظاہر ہے ڈاکٹر پوچھتا یہ نشان کیسے ہیں وہ کیا جواب دیتی اس لیے منع کر دیا صباح ہوش میں آ گئی تھی حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ بالکل نہیں روئی اتنا کچھ ہونے کے باوجود اس کی ایک سسکی بھی نہ نکلی تھی وہ کمرے میں جا کر سو گئی تھی وہ تینوں چپ چپ تھے۔

آفریدی تین راتیں اور تین دن تک گھر نہیں آیا صباح کمرے سے ہی نہیں نکلی وہ یوں خاموش ہو گئی تھی جیسے نہ بولنے کی قسم کھالی ہو اتنا برا حال تو اس کا اس وقت ہوا تھا جب اکبر انکل نے اس پر انتہائی گھٹیا اور غلط الزام لگایا تھا اور عالیہ پھوپھو نے یقین کر لیا تھا پر یہ واقعہ اس کی چبھن اور شدت اسے کئی گنا بڑھ کر تھی اس سنگدل کو بالکل بھی رحم نہیں آیا تھا اسے تو عالیہ پھوپھو نے کبھی پھول کی چھڑی سے بھی نہیں چھوا تھا کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی یہاں تک کہ اس کی خطرناک شرارتوں سے بھی پہلو تہی کر لیتی تھیں اور آفریدی نے تو پہلی بار ہی کوئی لحاظ نہیں کیا تھا اسے دو کوڑی کا کر دیا تھا۔

چمڑے کی بیلٹ سے اس کی کھال ادھیڑتے ہوئے اس نے صباح کو شاید انتہائی سخت جان مجرم تصور کیا تھا رات کو اس سے کمر کے بل لیٹا ہی نہ جا رہا تھا سخت ٹیسیں اٹھ رہی تھیں اذیت کی لہر پورے بدن کو جکڑ لیتی تھی اس کے ذہن سے اس کا اپنا کارنامہ اتر گیا تھا اگر کچھ یاد تھا تو ذکاء الرب آفریدی کی وحشت و بربریت لہو رنگ آنکھیں نفرت سے سرخ پڑتا چہرہ۔

وہ چار دن بعد گھر آیا تھا ماموں، ممانی اور ثمرا کے دیگر رشتہ دار ہاسپٹل میں پہنچ چکے تھے انہیں اس نے یہی بتایا تھا کہ وہ سیڑھیوں سے گری ہے ویسے اسے یقین تھا کہ ثمرا کے گرنے اور پھر فوری بے ہوشی کے عمل کے دوران اسے سیڑھیوں پر لگے صابن کی کچھ خبر نہ ہوئی ہو گی فی الحال وہ آئی سی یو میں تھی اور ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی۔

"چاچو ثمرا آنٹی ٹھیک تو ہیں ناں۔" حمدہ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"نہیں۔" وہ جھکے جھکے بوٹوں کے تسمے کھولتے

ہوئے بولا۔
"دکھاں ہے وہ۔" حمدہ جان گئی کہ صباح کے بارے میں پوچھا جارہا ہے۔

اس نے جواب دے کر اس کے چہرے پر کچھ تلاش کرنا چاہا پر اسے مایوسی ہوئی وہ پاؤں کو جوتوں سے آزاد کر کے فون کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

"حمدہ فوراً میرے کپڑے نکالو میں نہا کر تبدیل کروں گا۔" وہ فون بند کر کے پلٹا۔

"ٹھیک ہے میں ابھی نکالتی ہوں۔" وہ تیز تیز قدموں سے اس کی وارڈروب کی طرف بڑھ گئی تھی۔

آفریدی دستک دیئے بغیر صباح کے کمرے میں داخل ہوا وہ چادر میں سر منہ لپیٹے پڑی تھی اس نے جھٹکے سے چادر اس پر سے اتاری وہ اس حرکت سے سہم گئی تھی وہ خشمگیں نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اٹھو فوراً اور تیار ہو جاؤ۔" اس نے بیدردی سے اس کا بازو پکڑ کر زبردستی بستر سے اتارا۔

"اپنے کپڑے کتابیں اور ضروری چیزیں رکھ لو تمہارا انتظام ہو گیا ہے۔" وہ سرد اور بے حس لہجے میں بولا صباح کا دل پوری قوت سے پھیلا اور سمٹا پتہ نہیں وہ کس انتظام کی بات کر رہا تھا اسے سوال کرنے کی ہمت نہیں ہوئی منہ ہاتھ دھو کر اس نے کپڑے بدلے اور باہر آ گئی اس کی طرح حمدہ بھی حیران و پریشان تھی۔

ملازم صباح کا بیگ گاڑی میں رکھ آیا تھا آفریدی نہا کر نکل آیا تھا وہ کہیں جانے کے لیے پوری طرح تیار نظر آ رہا تھا۔

اس نے صباح کا داخلہ لاہور کے ایک کالج میں کروا دیا تھا اس سلسلے میں اس کا عہدہ اور پوزیشن کام آئی تھی صرف ایک فون سے بات بن گئی تھی وہ خود اسے چھوڑنے جا رہا تھا۔ پرنسپل سے وہ نہ جانے کیا کیا کہہ رہا تھا اس کی سمجھ میں ایک لفظ بھی نہیں آ رہا تھا۔

"ویسے تو یہاں میرے بہت سے جاننے والے اور دوست ہیں وہ بخوشی تمہیں اپنے ہاں رکھ لیتے پر میں تمہاری تخریب کاریوں سے انہیں محفوظ رکھنا چاہتا ہوں ہاسٹل میں رہو گی تو دماغ ٹھکانے آ جائے گا چھٹیوں میں بھی تم ادھر رہو گی میں نے پرنسپل صاحبہ سے بات کر لی ہے اب اگر مجھے تمہاری شکایت ملی تو تمہاری خیر نہیں۔" وہ پرنسپل کے سامنے ہی اسے ڈانٹ رہا تھا وہ دھیمے دھیمے مسکرا رہی تھیں دونوں بڑی بے تکلفی سے بات چیت کر رہے تھے شاید پرانی شناسائی تھی۔

ان کی باتوں سے صباح نے اندازہ لگایا کہ وہ کلاس فیلو رہ چکے ہیں۔

"ذکاء تم نے اپنی شادی پر ہمیں انوائیٹ نہ کر کے خاصا ظلم کیا ہے توقیر کو بھی علم نہیں ہے ورنہ اس نے تمہاری اچھی خاصی خبر لینی ہے۔" پرنسپل اسے ڈرا رہی تھیں۔

"پروا نہیں ہے۔" وہ دھیرے سے ہنسا۔

"اچھا تم آج رات تک تو ٹھہرو گے۔" وہ بڑی آس سے پوچھ رہی تھیں۔

"بڑی مشکل ہے حرا میں واپسی کی سیٹ کنفرم کرا کے آیا ہوں آج ہی بلکہ ڈیڑھ گھنٹے بعد چلا جاؤں گا۔" وہ گھڑی پہ نظر دوڑاتے بتا رہا تھا۔

"ویسے ذکاء تم اس معصوم سے لڑکی پر ظلم نہیں کر رہے ہو میرا خیال ہے کہ یہ تمہاری سنگت میں بہت میچور اور سمجھ دار ہو جائے گی۔" حرا خاصی جھک کر آہستہ آواز میں ہم کلام تھیں شاید وہ نہیں چاہتی تھیں کہ صباح ان کی گفتگو سنے۔

"حرا میں نے تو ایک عذاب گلے میں ڈال لیا ہے کہا بھی تھا کہ یہ بہت چھوٹی ہے پر میں ہار گیا حمدہ زونیر سنی کے آگے۔" وہ تلخ لہجے میں بول رہا تھا۔

"ذکاء اتنی زیادتی مناسب نہیں ہے اتنی معصوم خوبصورت دلکش سی گڑیا کی طرح ہے کم عمر ہے تو کیا ہوا۔ میرے خیال میں تو کم عمری اس کی خوبی ہے تم اسے اپنے رنگ میں ڈھال لو۔" وہ مشورہ دے رہی تھیں۔

"پلیز حرا چھوڑو اس قصے کو۔" وہ بیزاری سے بولا۔ وہ لفظ بہ لفظ ان کی گفتگو سن چکی تھی۔ دل پہ اک چوٹ سی پڑی تھی حرا نے آفس میں ہی کھانے پینے کے لوازمات کولڈ ڈرنک سمیت منگوا لیے اس کی لاکھ

منتوں کے باوجود اس نے ایک چیز نہیں چکھی آفریدی کولڈ ڈرنک پیتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم ایک بار پھر سوچ لو دیکھو یہ معصوم سی لڑکی کتنی ہراساں ہے۔" حرا نے آخری کوشش کی۔

"توقیر کا حال میری طرف سے پوچھ لینا پھر لاہور کا چکر لگایا تو تمہاری طرف آؤں گا۔" وہ باہر نکل گیا تھا حرا اس کے ساتھ تھیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

صباح نے مجبوراً ہی خود کو سیٹ کر لیا تھا یہ ایک مشہور تعلیمی ادارہ تھا۔ کالج میں جسمانی صحت برقرار رکھنے اور دفاع کے لیے مارشل آرٹس و کراٹے کی کلاسز بھی ہوتی تھیں صباح نے بڑے شوق سے اپنا نام لکھوایا انسٹرکٹر۔ بہت تجربے کار اور ماہر تھا وہ جو شروع میں بیزار تھی اب نہایت دلچسپی لے رہی تھی رفتہ رفتہ اسے سیکھنے میں لطف آنے لگا تھا۔ ویک اینڈ پہ حرا اسے زبردستی ساتھ لے جاتی تھیں۔

ایف۔ اے پارٹ ون کے امتحان کا رزلٹ آ گیا تھا وہ کامیاب ہو گئی تھی چار ماہ بہت جلد ہی گزر گئے تھے اب اسے اس کالج میں ایک سال ہونے لگا تھا اس عرصے میں اسے حمدہ، سنی یا زونیر نے کوئی خط نہیں لکھا نہ کبھی فون کیا وہ ان کی طرف سے مکمل بدگمان ہو گئی تھی۔

ایف اے کے سالانہ امتحانات کی ڈیٹ شیٹ آ گئی تھی پورا ہوسٹل خالی ہو گیا تھا طالبات پیپرز کی تیاری کرنے اپنے اپنے گھر چلی گئی تھیں تبھی حرا نے اسے مژدہ سنایا کہ وہ اب مستقل ان کے گھر رہے گی جب تک اس کا گریجویشن مکمل نہیں ہو جاتا، اپنی طرف سے حرا نے اسے خوشخبری سنائی تھی پر اس نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا بس ان کے ساتھ آ گئی تھی۔

حرا کے شوہر ایک بینک میں کام کرتے تھے ان کے صرف دو ہی بچے تھے بارہ سالہ فرح اور نو سالہ خرم دونوں بہت شرارتی اور چلبلے تھے توقیر اور حرا دونوں ہی اسے اہمیت دے رہے تھے۔

دوپہر کا وقت تھا وہ فرح اور خرم کے ساتھ سو رہی تھی حرا کالج میں ہی تھیں کیونکہ امتحانات قریب آنے کی وجہ سے ان کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو گیا تھا وہ معمول سے لیٹ ہی آتی تھیں صباح کھانا کھا کر سو جاتی تھی آج بھی ایسا ہی ہوا تھا کال بیل مسلسل بج رہی تھی چوکیدار نہ جانے کہاں تھا مندی مندی آنکھوں کو ایک ہاتھ سے رگڑتے ہوئے اس نے گیٹ کھولا ایک اجنبی صورت کھڑی تھی۔

"میں شیری ہوں فرح اور خرم کا ماموں، حرا آپا کا بھائی۔" اس کی نظروں میں شکوک دیکھ کر نووارد نے جھٹ تعارف کرایا اس نے ہٹ کر اسے اندر آنے کا راستہ دیا بجائے اسے ڈرائنگ روم میں بٹھانے کے وہ فرح اور خرم کو جگانے لگی ماموں کی آمد کا سن کر دونوں کی نیند غائب ہو گئی وہ بھاگ کر اس سے جا لپٹے۔ وہ دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگی۔

حرا بھی کالج سے آ گئی تھیں وہ بھائی کی خاطر مدارات میں لگی ہوئی تھیں صباح کے ذہن میں ایک لمحے کے لیے بھی یہ خیال نہیں آیا کہ اسے ان کا ہاتھ بٹانا چاہیے وہ ڈھٹائی سے پڑی رہی اور شام کو ہی اٹھی اس کا خیال تھا کہ وہ چلا گیا ہو گا پر وہ تو ٹھاٹ سے ٹی وی دیکھ رہا تھا ایک طرف فرح دوسری طرف خرم اور درمیان میں وہ خود تھا ٹی وی پر کارٹون چل رہا تھا وہ خود بھی برے برے منہ بنا رہا تھا صباح کو ہنسی آ گئی حرا نے ہی تعارف کرایا کہ یہ ان کے کلاس فیلو ذکاء الرب کی بیوی ہے۔

"پر یہ تو بہت چھوٹی ہیں۔" شیری کی حیرت دیکھنے کے لائق تھی۔

وہ ہر دوسرے روز چلا آتا تھا انتہائی ہنسوڑ اور دلچسپ لڑکا تھا خود ہی آگے بڑھ کر اسے مخاطب کر لیتا وہ اتنا پر خلوص تھا کہ صباح زیادہ دیر اجنبی نہ بن سکی وہ بے حد زندہ دل تھا۔

ایک روز اس نے صباح کے لاہور میں پڑھنے پر اعتراض کیا۔

"کراچی میں کالجز ختم ہو گئے ہیں، جو آپ لاہور کے باسیوں کی نیندیں اڑانے آ گئیں۔" وہ اپنے مخصوص شگفتہ انداز میں یوں پوچھ رہا تھا کہ اسے بالکل برا نہیں لگا۔

"میں یہاں سدھرنے آئی ہوں۔" وہ آخر اسے اپنے ناکام عشق کا قصہ ثمرا کو سیڑھیوں سے گرانے کا واقعہ اختصار سے بتاتی چلی گئی وہ سن کر بہت ہنسا صباح اس سے روٹھ گئی منہ بنانے لگی کہ اتنی دکھی باتوں پر ہنسنے کی کیا تک ہے وہ اسے محبت میں کامیاب ہونے کے اپنے آزمودہ دس گر بتا رہا تھا مزے کی بات یہ تھی کہ یہ دس کے دس شیری کے لیے بذات خود بڑے نقصان دہ ثابت ہوئے تھے۔

"وہ تو پتھر ہیں پتھر۔" صباح مایوس تھی۔

"بہرحال تم فکر مت کرو کچھ نہ کچھ حل نکل آئے گا۔" وہ اسے تسلی دینے لگا۔

آئس کریم پارلر میں داخل ہوتے ہی کونے والی ٹیبل پر اس کی نظر پڑی تھی صباح کا دوران خون ایک دم تیز ہو گیا تھا اکبر انکل ایک عورت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ شیری اسے فرح اور خرم کو آئس کریم کھلانے لایا تھا وہ تینوں زوروشور سے باتیں بھی کر رہے تھے اور کھا بھی رہے تھے۔

"صباح کیا ہوا ہے کھاؤ ناں یار۔" شیری اور اس کے درمیان دوستی ہو گئی تھی وہ اسے تم کہہ کر مخاطب کرتا تھا وہ بھی دھڑلے سے اس کا نام لیتی تھی اکبر نے اسے دیکھ لیا تھا وہ اور ان کی ساتھی عورت کھڑے ہو گئے تھے بیرے کو ادائیگی کر کے وہ اس کی ٹیبل کے قریب سے گزرتے گزرتے یوں رکے جیسے ان کی نظر اچانک صباح پر پڑی ہو۔

"اخاہ صباح صاحبہ کیسی ہیں یہ شاید نیا پارٹنر ہے آپ کا۔" وہ زہریلی ہنسی ہنستے ہوئے بولے ان کی ساتھی عورت حیرت سے انہیں دیکھے جا رہی تھی شیری بھی حیران تھا یہ کون ہے جو اس طرح بات کر رہا ہے۔

"میں تم جیسے گھٹیا انسان سے بات کرنا توہین سمجھتی ہوں۔" وہ کھڑی ہو گئی تھی۔

"ویسے خاصی خوبصورت اور خطرناک ہو گئی ہو۔" وہ بیباکی سے ہنسے صباح کا ہاتھ اچانک حرکت میں آیا اور اکبر کے منہ پر نشان چھوڑ گیا۔ اچھے خاصے لوگ جمع ہو گئے تھے۔ شیری زبردستی اسے باہر لایا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے نکل آیا۔

"یہ تم نے کیا حرکت کی ہے۔" اس نے موڑ کاٹتے ہوئے سوال کیا۔

"یہ اسی قابل تھا بلکہ اس سے بھی برے سلوک کے، پلیز مجھ سے سوال مت کرنا۔" وہ باہر کے نظاروں میں گمن ہو گئی اوپر سے بظاہر وہ پر سکون تھی پر اندر زلزلہ آیا ہوا تھا۔

رات پوری جزئیات کے ساتھ وہ منحوس واقعہ آنکھوں کے سامنے کھڑا ہوا تھا عالیہ پھوپھو اسے پیٹے جا رہی تھیں اور اکبر انکل خاموشی سے تماشا دیکھ رہے تھے ان کی بہن شازیہ دھکے دے کر نکال رہی تھیں وہ تمام رات گیٹ کے ساتھ بیٹھی رہی تھی کہ شاید عالیہ پھوپھو باہر آئیں اکبر انکل انہیں اصل بات بتا دیں اور وہ اسے اندر لے جائیں۔

کتنی احمق معصوم اور بیوقوف تھی وہ انہونیوں کی توقع کر رہی تھی اکبر جیسا سانپ اسے ڈسنے سے باز نہیں آیا تھا بھلا اس کی نظر میں ان مقدس رشتوں کی کیا اہمیت تھی اس کے نزدیک صباح صرف ایک لڑکی تھی جوان ہوتی لڑکی، کلی کی طرح اجلی صدف کی طرح مقدس وہ اس کی پاکیزگی ہیرے جیسے کردار کو، شفاف پیشانی کو داغدار کرنا چاہتا تھا وہ کتنی نادان تھی کہ اس کی نوازشوں عنایتوں کا مطلب ہی نہ جان سکی اس زعم میں رہی کہ اکبر انکل اس سے کتنی محبت کرتے ہیں کتنا چاہتے ہیں ہر فرمائش پوری کرتے ہیں اسے اکبر انکل کی آنکھوں میں چھپی ہوس نظر ہی نہیں آئی تھی اسے چھونے کے بہانے ڈھونڈنا، معنی خیز انداز میں تعریف کرنا بات کرتے کرتے خود سے قریب کر لینا یہ سب ہوس ہی تو تھی شیطانیت تھی مقدس رشتوں کی توہین تھی وہ بہت پچھتائی تھی کہ کاش عالیہ پھوپھو کے ساتھ کراچی نہ آتی۔

اور صبح صادق کو جب اس نے آفریدی کا گیٹ بجایا تو اس کے پاؤں میں جوتے تک نہ تھے نہ جانے وہ کس دل سے شادی پر آمادہ ہوا ہو گا یقیناً" اس کا کردار اس کی نظر میں مشکوک ہو گا تبھی تو اس نے یہ سلوک کیا تھا عین شادی کے روز غائب ہو گیا تھا ایک نظر بھی اس

نہیں ڈالی تھی اور اسے میلوں دور یہاں چھوڑ گیا تھا کس لیے؟ یقیناً" اس نے حمرہ وغیرہ کو رابطہ کرنے سے روکا ہوگا شاید اس نے ثمرا کے ساتھ شادی کا فیصلہ کرلیا ہو اس لیے اسے یہاں چھوڑ گیا تھا۔

صباح کا ذہن اب اس طرف چل پڑا گرم گرم آنسوؤں کا چشمہ جیسے آنکھوں سے ابل پڑا تھا اسے سسکیاں دبانی مشکل ہو گئیں اس کی آواز بلند سے بلند تر ہوتی گئی رات کے اس پہر اپنے کمرے کی طرف اسے کئی قدموں کی آوازیں آتی سنائی دیں دروازہ کھلا تو توقیر اور حرا کی حواس باختہ ہراساں شکلیں نمودار ہوئیں ایک دم وہ خاموش ہو گئی جیسے چابی والے کھلونے کو بٹن دبا کر روک دیا گیا ہو۔

"صباح صباح کیا ہوا ہے۔" حرا نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کا آنسوؤں سے تر چہرا اوپر کیا ہمدردی نے الٹا ہی اثر دکھایا وہ حرا سے چمٹ گئی۔

"آنٹی آنٹی ان سے کہیں وہ ثمرا سے مت شادی کریں میں مر جاؤں گی خودکشی کرلوں گی دیکھ لیجیے گا آپ۔" روتے ہوئے وہ اسی ایک بات کی تکرار کر رہی تھی توقیر حرا کا اور حرا توقیر کا منہ دیکھ رہے تھے۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہ ثمرا سے شادی کر رہا ہے۔" توقیر نے رسان سے پوچھا صباح چپ ہو گئی اس سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"بیٹا ایسی بات تم نے سوچ کیسے لی بالکل احمق ہو تم اور ہاں میں تمہیں بتانا بھول ہی گئی کہ آج ذکاء کا فون آیا تھا پرسوں حمرہ کی منگنی ہے لڑکے کے بارے میں میں نے زیادہ نہیں پوچھا ویسے وہ بہت خوش تھا کہ اچھی جگہ اس کا رشتہ ہوا ہے۔" حرا نے نئی ہی بات بتائی ان دونوں کے جانے کے بعد وہ پھر رو رہی تھی حمرہ کی منگنی ہو رہی تھی اور اسے کسی نے بتانے کی زحمت ہی نہیں کی بھلا اس کا کیا رشتہ تھا کیا تعلق تھا جو اسے بتایا جاتا اس کا تکیہ آنسوؤں سے تر ہوتا جا رہا تھا۔

ہم نہ اس صف میں تھے
اور نہ اس صف میں
راستے میں کھڑے چپ چاپ انہیں تکتے رہے
اور آنسو بہاتے رہے

واپس آکر دیکھا تو
پھولوں کا رنگ جو کبھی سرخ تھا زرد ہی زرد ہے
اپنا پہلو ٹٹولا تو جہاں دل تھا کبھی
وہاں اب درد ہی درد ہے

آج بی۔ اے کا آخری پیپر دے کر وہ لوٹی تو گیٹ پر سے ہی اسے غیر معمولی چہل پہل کا احساس ہوا فرخ اور خرم اسے دیکھ کر اچھلتے ہوئے باہر آئے۔

"آپ کے مہمان آئے ہیں۔"

"میرے مہمان۔" وہ الجھ سی گئی خرم اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈرائننگ روم میں لے آیا اسے آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا سندس عینی و ثمرا اور یہ لمبو سا یقیناً" زونیر تھا۔ اس کے سامنے موجود تھے وہ بھاگ کر بے تاب بچے کی طرح سندس سے جا لپٹی۔

"میں نے ذکاء کی اچھی طرح خبر لی ہے لو اس نے ایسا ہی کرنا تھا تو یہ شادی کا روگ پالنے کی ضرورت کیا تھی میں نے بھی خوب شرمندہ کیا۔"

سندس شروع ہو گئی ان سے مل کر وہ ان تینوں کی طرف متوجہ ہوئی۔

"امیزنگ، بھئی تم تو بہت خوب صورت ہو گئی ہو آفت کہنا چاہیے بلکہ قیامت۔" ثمرا نے سرگوشی کی۔

"زونیر تم کتنے لمبے ہو گئے ہو۔" اس نے حیرت ظاہر کر ہی دی۔

"اور چاچی جی آپ بھی تو بڑی ہو گئی ہیں جب وہاں سے آئی تھیں تو فیڈر ہاتھ میں تھا۔" اس نے مبالغے کی انتہا کر دی وہ مسکرا رہی تھی۔

"اور ایک بات بتاؤں۔ چاچو' حمرہ کے ساتھ میری قسمت بھی پھوٹنے والے ہیں حمرہ کی شادی سے ایک ہفتے پہلے اس عینی چڑیل کے ساتھ میری منگنی ہے۔" وہ منہ بسور کر بولا عینی تو چمٹنے لگ گئے۔

"یہ میں ہی ہوں جو تمہارے ساتھ منگنی کے لیے تیار ہو گئی ہوں کوئی اور ہوتا تو گھاس بھی نہ ڈالتا۔" وہ ماں کی پروا کیے بغیر اس سے لڑنے لگی۔

صباح بہت خوشی ہوئی تھی ان دونوں کی منگنی کا سن کر پر حمرہ کے نہ آنے سے اسے دکھ سا ہو رہا تھا۔ ثمرا

نے بتایا کہ وہ گھر پر تمہارا انتظار کر رہی ہے' اس کے لبوں پر خط نہ لکھنے اور فون نہ کرنے کا شکوہ آ ہی گیا۔

"آئی سوئیر چاچو نے ہمیں سختی سے خط لکھنے اور فون کرنے سے روکا تھا وہ باقاعدہ خود نگرانی کرتے تھے پھوپھو کو بھی بتانے سے منع کیا تھا۔"

زونیر صفائیاں دے رہا تھا رات کو شیری بھی آ گیا ہال کمرے میں دھما چوکڑی مچی ہوئی تھی ان سب کا نشانہ صباح تھی۔

"میں نے تمہیں جو محبت میں کامیابی کے دس گر بتائے تھے وہ جا کر ضرور آزمانا تمہارا کام بن جائے گا۔"

یہ شیری تھا۔

"گرو جی مجھے بھی بتایئے ناں۔" زونیر نے شیری کے ہاتھ پکڑ لیے۔

"ٹھہرو تمہیں میں بتاتی ہوں پٹنے کے دس اصول۔" عینی نے زونیر کے بال مٹھی میں جکڑ لیے تھے وہ کھل کر مسکرا رہی تھی۔

"ویسے چاچو تمہیں لاہور چھوڑ کر بہت پچھتا رہے ہیں تمہارے فراق میں آہیں بھرتے تھے المیہ گانے سنتے تھے کئی کئی روز تک کپڑے ہی نہیں بدلتے تھے۔ فرماتے تھے کہ۔

نئے کپڑے بدل کر جاؤں کہاں اور بال بناؤں کس کے لیے

وہ شخص تو شہر ہی چھوڑ گیا میں باہر جاؤں کس کے لیے

زونیر کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"بچی انکل کی حالت بہت خراب ہے۔" نمرا نے بھی حصہ لیا۔

"ہونہہ خراب ہے' آہیں بھر رہے ہیں مجھے لینے کیوں نہیں آئے اگر اتنا افلاطونی عشق ہے مجھ سے۔" وہ تڑخ گئی۔

"میں بوجھ ہوں ان کے لیے ایک مفت کا عذاب ہوں جو زبردستی ان کے گلے میں ڈالا گیا ہے۔" صباح کو پرانی باتیں یاد آ گئی تھیں۔

"اتنا حسین بوجھ اور عذاب کون کافر ہے جو اسے گلے میں ڈالنے سے انکار کرے گا کیوں یار زونیر میں سچ کہہ رہا ہوں ناں۔" شیری نے زونیر کے ہاتھ پر مارا

صباح جھینپ گئی۔

"ہم سب آپ کو لینے آئے ہیں چاچو اس لیے نہیں آئے شاید آپ کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے شرمندہ ہیں۔" زونیر نے معصوم سی شکل بنا کر بتایا۔

"شرمندہ اور تمہارے چاچو ناممکن۔ انہیں تو صرف دوسروں کو شرمندہ کرنا آتا ہے۔" وہ اس پر الٹ پڑی۔

چاہنے کے باوجود وہ آنٹی ثمرا کے بارے میں نہ پوچھ سکی دل میں چور تھا شرمندگی سی تھی۔ حمرہ بڑی محبت سے ملی خوب شور مچایا اسے چکر دیے۔

"تمہارے لیے میرے پاس سرپرائز ہے۔" وہ اسے کھینچتی ہوئی دوسرے کمرے میں لے گئی عالیہ پھوپھو اسے دیکھ کر کھڑی ہو گئی تھیں اس کے ضبط کے تمام بندھن ٹوٹ گئے۔ بس اتنا یاد رہا کہ سامنے عالیہ پھوپھو نے صباح کو لپٹا لیا تھا اس نے تمام آنسو ان کے سینے سے لگ کر بہا ڈالے۔

"پھوپھو آپ نے میری بات سنے بغیر فرد جرم عائد کر دی میرا قصور بھی نہیں پوچھا۔" وہ سر اٹھا کر بولی۔

"میری جان میں نے اس کی سزا بھی بھگت لی ہے پر اکبر تو تمام عمر بھگتے گا۔" عالیہ پھوپھو نے نفرت سے کہا تو وہ ان کا چہرہ حیرت سے تکنے لگی۔

"ہاں صباح جانی وہ فریبی مکار گھٹیا شخص جیل میں ہے دوسری بیوی کے قتل کے الزام میں' مجھے اس نے کراچی سے جانے کے بعد طلاق دے دی تھی۔ اتنے برس تمہارا سامنا کرنے کی ہمت نہیں کر سکی مجھے معاف کر دو اپنی پھوپھو کو معاف کر دو' میں نے خود کو پل پل سزا دی ہے۔" عالیہ پھوپھو نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے وہ تڑپ گئی۔

"پھوپھو ایسا مت کریں میری پیاری پھوپھو۔" وہ دیوانہ وار ان کے ہاتھ چوم رہی تھی عالیہ کی زبانی ہی اسے علم ہوا کہ ان کے ساتھ ان کا پیارا سا بیٹا عاشر بھی آیا ہے صباح نے سرخ پھولے پھولے گالوں والے عاشر کو بیساختہ پیار کیا۔

"اے ماسٹر میں تمہاری آپی ہوں۔" وہ اس کی موٹی موٹی آنکھوں میں جھانک رہی تھی ساڑھے تین سالہ

عاشر کھل کھلا کر ہنسا وہ اسے گدگدیاں کر رہی تھی عالیہ اسے خوش دیکھ کر بہت مسرور تھیں وہ پنڈی والے گھر میں ہی تھیں۔ وقت گزاری کے لیے انہوں نے جاب کر لی تھی عاشر کو انہوں نے کنڈر گارڈن اسکول میں داخل کروا دیا تھا اکبر کے جانے کے بعد ان کی زندگی سہل ہو گئی تھی کیونکہ وہ آہستہ آہستہ ہی اس کے گھٹیا پن سے واقف ہوئی تھیں۔

اکبر کی زبانی ہی انہیں علم ہوا کہ اس نے صباح پر جھوٹا الزام لگایا ہے تب سے انہیں اکبر سے نفرت ہو گئی تھی آہستہ آہستہ وہ بھی عالیہ سے بیزار ہوتا جا رہا تھا تبھی تو انہیں اکبر کی دوسری شادی پر حیرت ہوئی نہ افسوس اکبر کو عاشر کی بالکل پروا نہیں تھی پر عالیہ کے لیے عاشر سہارا تھا امید کی روشنی تھی آج کئی سال بعد وہ صباح کا سامنا کرنے کے قابل ہوئی تھیں۔ اس نے کھلے دل سے انہیں خوش آمدید کہا تھا۔

سندس وغیرہ کو بھی عالیہ سے مل کر خوشی ہوئی تھی ابھی تک صباح کو آفریدی نظر نہیں آیا تھا اس نے بھی کسی سے نہیں پوچھا حمرہ نے خود ہی بتایا کہ وہ ایک اہم کیس پر کام کر رہا ہے کئی کئی راتیں گھر نہیں آتا۔

رات کو وہ عالیہ اور عاشر کے ساتھ سوئی ایک طرف عاشر درمیان میں عالیہ اور دوسری سائیڈ پر وہ تھی اسے عرصے بعد اتنی پرسکون اور گہری نیند آئی تھی عالیہ سے چمٹے ان کی گردن میں بانہیں ڈالے وہ بے فکری کی نیند کے مزے لوٹ رہی تھی۔

دوسرے دن عالیہ جانے کے لیے تیار تھیں اس نے روکا سب نے منتیں کیں پر وہ دوبارہ آنے کا کہہ کر چلی گئیں۔ صباح کی شادی جن حالات میں ہوئی سندس نے انہیں بتا دیا تھا انہیں سن کر خوشی ہوئی تھی کہ ایک اچھے باشعور مہذب مرد سے اس کا رشتہ جڑا تھا۔

”اب سناؤ اپنی منگنی کی تفصیل۔“ رات کو فارغ ہوتے ہی صباح حمرہ کو گھیر کر بیٹھ گئی۔

”اجمل نے مجھے چاچو کی دوست کی شادی میں دیکھا تھا اس کے بعد اس نے پروپوزل بھجوایا چاچو نے ہاں کر دی میں نے بہت شور مچانا چاہا پر تمہاری غیر موجودگی کے باعث ہمت ہار بیٹھی سنی اور زونیر سے پوچھو میں کتنا روئی تھی کہ میں صباح کے بغیر منگنی نہیں کروں گی پر چاچو نے ایک نہیں سنی اجمل نے خود مجھے انگوٹھی پہنائی تھی۔“ آخر میں حمرہ کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

”میری غیر موجودگی میں کتنے انقلاب آ گئے ہیں حمرہ صاحبہ کو شرمانا آ گیا ہے۔“ صباح نے اسے چھیڑا۔

”تم بھی تو لاہور جا کر کتنی بدل گئی ہو میرا مطلب ہے بہت خوبصورت ہو گئی ہو، لگتا ہے وہاں کا پانی تمہیں کچھ زیادہ ہی راس آ گیا ہے۔“ وہ ستائشی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی صباح بلش ہو گئی۔

”ادھر کے کیا حال ہیں۔“ اس کا لہجہ قدرے لڑکھڑایا۔

”کدھر کے حال بھئی۔“ حمرہ نے انجان بننے کی اداکاری کی۔

”تمہارے سر کے۔“ صباح نے تکیہ اٹھا کر اسے دے مارا وہ کھل کھلائی پھر ایک دم سنجیدہ ہو گئی۔

”ثمرا آنٹی کے ڈسچارج ہونے کے بعد وہ بہت بدل گئے ہیں خود کو کام میں بے انتہا مصروف کر لیا ہے میں اکثر انہیں راتوں کو بے قراری سے ٹہلتے دیکھتی ہوں صباح میں انہیں چپ چپ دیکھتی ہوں تو میرا دل کٹ جاتا ہے میں چھ سال کی تھی جب ممی ڈیڈی کی ڈیتھ ہو گئی میں انہیں اسکول جاتے ہوئے بہت تنگ کرتی تھی سنی تو ہر وقت روتا ہی رہتا تھا۔ چاچو اپنے ہاتھوں سے میری پونیاں بناتے ہمارے لنچ باکس تیار کرتے رات کو تھکے ہارے آتے تو ہم انہیں کہانی سنانے کے لیے گھیر لیتے ہم تینوں ذرا ذرا سے کام کے لیے انہیں دیکھتے تھے انہوں نے ہمارے ساتھ بہت محنت کی اپنی عمر کا بہترین حصہ ہمارے لیے ضائع کر دیا یہاں تک کہ اپنی محبت کو ہمارے اوپر قربان کر دیا، ثمرا آنٹی نے کہا تھا کہ یہ بچے تم ان کے نانی، نانا کو دے دو تو میں تم سے شادی کے لیے تیار ہوں پر چاچو نہیں مانے اب جب ہم بڑے ہو گئے ہیں تو انہیں یوں دیکھ کر دکھ ہوتا ہے وہ شاید تمہاری کم عمری سے خائف ہیں اس لیے تمہیں نظر انداز کرتے ہیں۔“

اس کا اپنا تجربہ تھا۔

"جی نہیں یہ سب غلط ہے وہ اب تک اپنی منگیتر کو نہیں بھول سکے ہیں میرا خیال ہے کہ انہیں اس سے شادی کر لینی چاہیے انہیں بہت دکھ ہوا تھا ناں کہ وہ سیڑھیوں سے گری ہیں میں نے ہی انہیں گرایا تھا تمہارے سامنے کی بات ہے انہوں نے مجھے ایسے مارا تھا جیسے اقبال جرم کروانے کے لیے عادی مجرموں کو مارتے ہیں پھر وہ مجھے ہوسٹل چھوڑ آئے تاکہ میرا دماغ ٹھکانے آجائے ان ساڑھے تین چار سالوں میں میرا دماغ ٹھکانے آیا ہو یا نہیں پر ان کا دماغ میں ضرور ٹھکانے لگاؤں گی۔" صباح کے تیور بڑے جارحانہ تھے اپنی بات مکمل کر کے وہ باہر نکل آئی تھی۔

سندس آنٹی جاگ رہی تھیں۔

"تم سوئی نہیں ابھی تک۔" انہوں نے حیرانی سے دیوار گیر گھڑی کی طرف دیکھا۔

"بس جا رہی ہوں۔" وہ پلٹی۔

"سنو اپنے کمرے میں جا کر سوؤ حمدہ ویسے بھی رخصت ہونے والی ہے۔" سندس نے اسے چھیڑا وہ جھینپ گئی۔

چار سال بعد اس نے دوبارہ کمرے میں قدم رکھا جو ذکاء الرب آفریدی جیسے بے حس شخص کی ملکیت تھا نیند تو اسے آنہیں رہی تھی وہ کمرے کے چکر کاٹنے لگی۔

اپنی آنکھ میں اور کسی کا سپنا کیسا لگتا ہے
بند کمرے میں لیٹ کے چھت کو تکنا کیسا لگتا ہے
میں ان میں منظر بن کے اتروں تو محسوس کروں
ٹھنڈے فرش پہ چلتے پاؤں رکھنا کیسا لگتا ہے

اسے کچھ عرصہ پہلے پڑھا گیا ایک قطعہ یاد آگیا۔

"ہونہہ ٹھنڈے فرش پہ چلتے پاؤں ایسی اپنی قسمت کہاں۔" وہ بڑبڑائی اور مزے سے جہازی سائز ڈبل بیڈ پر ڈھیر ہو گئی۔ رات کے اس پہر خود بخود اس کی آنکھ کھلی تھی نیند کا خمار کم ہوا تو اس نے دیکھا کہ کمرے میں تیز روشنی ہو رہی ہے وہ یقیناً" آفریدی تھا صوفے پر بیٹھا شوز اتارتا ہوا وہ بند پلکوں کی جھری سے اسے دیکھ رہی تھی جوتے اتارنے کے بعد اس نے بیلٹ کھینچ کر نکالی یونیفارم کی شرٹ کے بٹن کھولتا وہ واش روم میں چلا گیا صباح نے ذرا اونچا ہو کے ٹائم دیکھا ڈیڑھ بج رہا تھا۔

"ہونہہ بے چارے پولیس والے۔" اس نے دل میں آفریدی پر طنز کیا وہ یونیفارم بدل کر عام کپڑوں میں ملبوس باہر نکل آیا تھا ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اس کی نگاہ سوئی ہوئی صباح پر ٹک گئی وہ متوازن قدموں سے چلتا ہوا بستر تک آیا بیڈ کراؤن سے تکیہ لگا کر وہ بیٹھ گیا تھا صباح نے نامحسوس انداز میں کروٹ لی وہ دونوں ہاتھ سر کے پیچھے رکھے چھت کو گھور رہا تھا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر لائیٹ بند کی اور نائٹ بلب جلایا صباح کی طرف سے کروٹ لی اور آنکھیں بند کر لیں اس کا دل چاہا وہ دھاڑیں مار مار کر روئے کروٹ بدلے لیٹے اس پتھر کو ہلائے جلائے کہ اس میں کوئی حس ہے بھی یا نہیں اس کے دل کی دھڑکن محسوس کرے۔

♥ ♡ ♡ ♥

صباح نے اسے جلانے کے لیے پرانی حرکتیں شروع کر دی تھیں۔

آج چھٹی کا دن تھا آفریدی دیر تک سوتا تھا کوئی بھی اسے ڈسٹرب نہیں کرتا تھا۔ اس نے ملازموں کو بھی سختی سے ہدایت کر رکھی تھی کہ چھٹی کے دن جب تک وہ کمرے سے باہر نہ نکلے کوئی ادھر کا رخ نہ کرے۔

برسوں سے یہی ہو رہا تھا پر آج یہ معمول تبدیل ہو گیا تھا۔ صباح، عینی، نمرا، زونیر۔ اور حمدہ سب عین اس کے کمرے کے نیچے لان میں زور و شور سے کرکٹ کھیل رہے تھے۔ سب سے زیادہ شور صباح ہی کر رہی تھی وہ کھیل کم رہی تھی شور و غل زیادہ کر رہی تھی۔ چھت پھاڑ آوازیں آفریدی کے کانوں میں جیسے سوراخ کرنے لگی تھیں اس نے تکیہ کانوں پر رکھا پر فائدہ نہیں ہوا وہی حال تھا وہ کھولتا ہوا اٹھا اور کھڑکی سے جھانکا صباح بیٹ پکڑے کھڑی تھی سنی باؤلنگ کرا رہا تھا نمرا امپائرنگ کر رہی تھی اور باقی سب فیلڈر تھے۔

وہ ابلتا ہوا ان کے سروں پر پہنچ گیا سنی اور صباح کے سوا سب رفو چکر ہو گئے سنی کو بھاگنے کا موقعہ ہی

نہیں ملا جبکہ صباح کو پتہ ہی نہیں تھا پیچھے آفریدی آتش فشاں کے روپ میں کھڑا ہے۔

"وہ وہ چاچو۔" سنی نے دبی دبی آواز میں بتانا چاہا پر صباح نے اہمیت ہی نہیں دی۔

"کیا چیز ہیں تمہارے چاچو محترم' میں نہیں ڈرتی ان سے بلکہ ڈرنا تو انہیں چاہیے آخر کو ہم تخریب کار ہیں۔" دونوں ہاتھوں سے بیٹ ٹکا کر اس نے قمیص کا کلا فخر سے اونچا کیا اور اس انداز سے لہرائی پیچھے آفریدی خونخوار نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا سنی بھاگ گیا۔

"پتہ ہے آج چھٹی ہے اور میں دیر تک سوتا ہوں پھر یہ شور کیوں ہو رہا ہے۔" وہ سخت لہجے میں بولا۔

"آپ کو پتہ ہے آج چھٹی ہے اور میں کھیلتی ہوں پھر یہ غصہ کیوں ہو رہا ہے۔" صباح اسی کے اسٹائل میں بولی اور بلا پھینک دیا۔ وہ پیر پٹختا اندر چلا گیا اوپر کھڑکی سے دیکھتی نمرا' عینی اور حمرہ آفریدی کا شکست خوردہ انداز دیکھ کر ہنس پڑیں۔

ہار مان لینا اس کا مزاج نہیں تھا آج پھر نہ جانے کیوں وہ خاموش ہو کر منظر سے ہٹ گیا تھا صباح بھی فاتحانہ انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"جیو میرے شیر۔" حمرہ نے اوپر سے ہی داد دی۔

آفریدی بہت اہم کیس پر کام کر رہا تھا یکسوئی سے جائزہ لینے کے لیے وہ شاہ عالم کی فائل گھر پر ہی لے آیا شاہ عالم بہت خطرناک دہشت گرد تھا کئی ماہ کی مسلسل محنت کے بعد آفریدی نے اسے گرفتار کر لیا تھا وہ آج کل پولیس کی تحویل میں تھا اور ہرگز زبان کھولنے پر آمادہ نہیں تھا ذکاء الرب آفریدی اس کیس کا انچارج تھا۔

شاہ عالم کے تمام کوائف ماں باپ' بہن بھائیوں کی تفصیل پرانی رہائش گاہ کا ایڈریس اس کے جرائم کی تفصیل' ٹھکانوں اور دوستوں کے بارے میں جاننے کے لیے وہ یہ فائل گھر لایا تھا کھانا کھانے کے بعد وہ بیڈ روم میں آگیا اور آرام سے فائل کا مطالعہ کرنے لگا ساتھ ساتھ وہ پین سے ضروری نکات بھی نوٹ کرتا جا رہا تھا۔

گھر کی تمام لائٹس گل ہو گئیں صباح کمرے میں داخل ہوئی اس نے ہاتھ میں لیٹر ہیڈ' پین' سیاہی کی بوتل اور ایک میگزین اٹھایا ہوا تھا تمام چیزیں بیڈ پر رکھنے کے بعد اس نے تکیہ اٹھا کر پیچھے رکھا اور مزے سے بیٹھ کر پین میں سیاہی بھری لیٹر پیڈ گود میں رکھا اور میگزین کھول کر ٹانگوں پر پھیلا لیا آفریدی کو بیٹھنے کا یہ اسٹائل ذرا نہیں بھایا ایک ثانیے کے لیے وہ ڈسٹرب ہوا صباح نے دوبارہ پین میں سیاہی بھری پھر سیدھی ہو کر اس نے دو تین بار پین جھٹکا آفریدی کے سامنے کھلی فائل کا منہ سیاہی کے نقش و نگار سے رنگین ہو گا وہ ایک دم غصے میں آگیا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ پتہ ہے کتنے امپورٹنٹ کیس کی فائل ہے یہ۔" اس نے صباح کی پین والی کلائی بیدردی سے مروڑی درد سے وہ دوہری ہو گئی صباح نے مارشل آرٹ کے جوہر دکھانے چاہے جو آفریدی کے سامنے نہیں چل سکے وہ اترا۔

"اب کرو مقابلہ ہمت ہے تو۔" اس نے صباح کو اکسایا۔

"میں کمزور نہیں ہوں۔" شدید غیظ و غضب میں گھری وہ اس کے سامنے کھڑی ہو گئی اس نے بڑی تیزی سے داؤ آزمایا آفریدی پہلے سے ہی ہوشیار تھا اس کا وار اسی پر الٹا دیا گیا آفریدی نے صباح کے دونوں ہاتھ پشت پر کر کے پکڑ لیے اور ایک دوسرے میں پھنسائے بے اختیار اس کے منہ سے ہائے نکلی اس کی پشت آفریدی کے چوڑے سینے سے ٹکرا رہی تھی۔

صباح کو اپنے یلو بیلٹ' گرین بیلٹ اور بلیک بیلٹ آفریدی جیسے تجربہ کار لڑائی بھڑائی مارشل آرٹس کے داؤ پیچ سے بخوبی واقف کے سامنے پانی بھرتے نظر آئے۔

"مجھ سے مقابلہ کرنے چلی ہو چڑیا جتنی ہو کم از کم اپنی طاقت اور توانائی تو چیک کر لیتیں۔" آفریدی نے اس کے بازو چھوڑتے ہوئے کچھ جتایا وہ بے پناہ ضبط کا مظاہرہ کر رہی تھی ورنہ اس نے جس پھرتی سے اس کا وار خالی کیا تھا اس سے صباح کے جوڑ ہل کے رہ گئے تھے۔

آفریدی نے تاسف سے فائل کو دیکھا سیاہی کے چھینٹے کب کے خشک ہو گئے تھے اس نے اگلا صفحہ کھولا اور محو ہو گیا۔ صباح نے بے آواز رونا شروع کر دیا تھا۔ بہت دیر کے بعد آفریدی اٹھا اور فائل اپنی کیبنٹ میں رکھی رسٹ واچ اتار کر اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور جیب سے والٹ بھی نکالا واپس بیٹھتے ہوئے اس کی نظر سوئی ہوئی صباح پر پڑی گالوں پر آنسوؤں کی لکیریں بہت نمایاں تھیں ایک آدھ آنسو پلکوں میں ابھی تک اٹکا ہوا تھا یقیناً "وہ روتے روتے سوئی تھی۔

"صباح بی بی میرے لیے کڑا امتحان نہ بنو۔" آفریدی نے نظریں چرائیں۔

حمدہ کی شادی کی ڈیٹ فکس کردی گئی تھی اس سے پہلے زونیر اور عینی کی منگنی کا فنکشن تھا عینی نے منگنی پر پہننے والا جوڑا کئی بوتیکس کی خاک چھاننے کے بعد پسند کیا تھا یہ ہی حال انگوٹھی کا ہوا تھا اسے زونیر کی پسند کردہ انگوٹھیاں ایویں سی لگ رہی تھیں چونکہ ایک ہفتے بعد حمدہ کی شادی تھی اس لیے مہمان پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ بیرون شہر سے آنے والے مہمانوں کے لیے اوپر والے گیسٹ رومز سیٹ کروادیے گئے تھے۔ صباح نے خاصے کام اپنے ذمے لے لیے تھے دو دو فنکشن وہ بھی ایک ساتھ نمرا، عینی سمیت حمدہ اور وہ بھی خاصی پرجوش تھی۔

وہ منگنی پر پہننے والے کپڑے فائنل کر رہی تھی سندس آنٹی نے اس کے تین جوڑے بنائے تھے شادی کے جوڑوں کے علاوہ وہ نمرا اور حمدہ سے انہیں کے بارے میں مشورہ کر رہی تھی۔

"میں چوڑی دار پاجامے کے ساتھ سلور کھسہ پہنوں گی بس۔" اس نے فیصلہ دے دیا وہ دونوں ابھی بیچ میں پھنسی ہوئی تھیں وہ انہیں چھوڑ کر آگئی اس کا خیال تھا کہ آفریدی سو چکا ہوگا خلاف توقع وہ جاگ رہا تھا وہ لیٹنے جا رہی تھی کہ آفریدی کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"صباح سنو۔" جیسے وہ اسے کوئی اہم بات بتانا چاہتا ہو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"شادی پر پہننے کے لیے کپڑے ہیں کہ نہیں۔" وہ بے اختیار گہری سانس لے کر رہ گئی چلو اسے یہ خیال آیا تھا۔

"جی ہیں آنٹی نے بنوا کر دیے ہیں۔" وہ ہاتھوں لکیروں میں کچھ تلاش کرنے لگی تھی۔

"جاؤ شاباش میرا والٹ لے آؤ ڈریسنگ روم ہی رہ گیا ہے۔" اس نے نرم لہجے میں حکم دیا حکم لازمی تھی صباح نے اس کے ہاتھوں میں پرس دیا۔

"یہ لو کچھ پیسے ہیں اپنی پسند کے کپڑے اور دوسری چیزیں لے لینا۔" وہ ہرے ہرے کئی نوٹ اس کی طرف بڑھا رہا تھا۔

"میرے پاس سب چیزیں ہیں کپڑے جوتے جیولری سب کچھ ہے۔" صباح نے ہاتھ آگے نہیں بڑھایا۔

"پھر بھی رکھ لو ناں۔" وہ اصرار کر رہا تھا اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں کہتا ہوں رکھ لو یہ میرا حکم ہے۔" وہ تحکم لہجے میں بولا وہ ٹس سے مس نہ ہوئی آفریدی کو اس کی ہٹ دھرمی پر بہت تاؤ آیا وہ نوٹ کر رہا تھا جب سے لاہور سے آئی ہے بدل گئی ہے نرم خو صباح جانے کہاں رہ گئی تھی وہ انتہائی بدتمیز ضدی اور خود سر ہو تھی پہلے اس کی آنکھ میں احترام ہوتا تھا اب اس کی آنکھوں سے عجیب سی ضد جھلکتی تھی ظاہری حلیے سمیت وہ اندر سے بھی بدل گئی تھی۔ سرکش ہو بھی خاطر میں ہی نہ لاتی تھی۔

♥ ♡ ♡ ♥

ہم تم جیسے جارہے ہیں
جیون گزر ہی رہا ہے
مگر اک جنوں دن بدن بے وجہ
جانے کیوں بڑھے جارہا ہے
پاس ہیں نہیں ہیں کیا
ساتھ ہیں نہیں ہیں کیا
اجنبی اجنبی رہیں گے کیا
جی کے الم برھ رہے ہیں
آنکھیں سلگنے لگی ہیں
ہم اور تم رات اور دن کے راستے بھی جدا کیے جارہے

ہیں
ہم تم جیسے جا رہے ہیں

"اے صباح کی بچی اٹھو نیچے منگنی کی رسم ہو رہی ہے اور تم یہاں ٹریجڈی سونگ سن رہی ہو سب تمہیں بلا رہے ہیں۔" حمدہ نے جیسے اس کے کانوں میں صور پھونکا حمدہ سے اس کی بھیگی پلکیں چھپی نہ رہ سکی تھیں پر اس نے استفسار نہ کیا۔ صباح نے منہ دھویا بال ٹھیک کیے اور آ گئی آفریدی نے عینی کو انگوٹھی پہنائی اور سندس آنٹی نے زونیر کو، زبردست ہنگامہ مچا ہوا تھا وہ قدرے الگ تھلگ سی بیٹھ گئی۔

♥ ♡ ♡ ♥

آج حمدہ بھی رخصت ہو رہی تھی صباح کو عزیز دوست کے بچھڑنے کا غم تھا وہ اسے چھپ کر کئی بار رو چکی تھی حمدہ تیار ہو کر عینی اور سندس کے ساتھ ہوٹل چلی گئی تھی نمرا اور وہ جلدی جلدی تیار ہو رہی تھیں وہ باہر آئی تو علم ہوا کہ انہیں آفریدی لے کر جا رہا ہے۔

"پلیز ہری اپ مہمان انتظار کر رہے ہوں گے۔" وہ دروازہ کھول کر اندر آ گیا صباح ہاتھوں میں گجرے باندھ رہی تھی دھاگے کو ٹھیک طرح سے گرہ ہی نہیں لگ رہی تھی۔

"نمرا پلیز یہ گجرا باندھ دو۔" وہ گھومی پر نمرا کب کی باہر جا چکی تھی البتہ آفریدی کھڑا تھا وہ ہنوز ہاتھ پھیلائے ہوئے تھی وہ آگے بڑھ آیا بڑی مہارت سے دھاگے کو گرہ لگانے لگا۔ ہارڈ اسٹون کے آہنی ہاتھ اس کی کلائی سے چھو رہے تھے اور اس کے ملبوس سے اٹھتی سحر انگیز مہک اسے حصار میں لے کر بے بس کرنے والی تھی ذرا سے لمس نے قیامت جگا دی تھی اونچے ناقابل تسخیر پہاڑ کا سر گجرا باندھتے ہوئے جھکا ہوا تھا کیونکہ وہ بمشکل اس کے کندھے تک آتی تھی۔

آفریدی نے یونہی اسے دیکھا بے ارادہ ہی، وہ خاصے اہتمام سے تیار ہوئی تھی پیازی رنگ کی چست قمیص شلوار اور کئی گز لمبے دوپٹے میں وہ بڑی بھرپور اور مکمل دوشیزہ لگ رہی تھی۔ شرٹ پہ جگمگ کرتا کام اس کے چہرے کو سنہرا روپ دے رہا تھا دونوں کلائیاں چوڑیوں سے بھری اور ہاتھ مہندی کے نقش و نگار سے سجے ہوئے تھے کمر تک آتے براؤن بالوں کو اس نے کھلا چھوڑا ہوا تھا ہلکا میک اپ کیا ہوا تھا گزشتہ تمام دنوں سے وہ مختلف اور دلکش لگ رہی تھی اس کے پیچھے ہی وہ گاڑی تک آئی آفریدی گاڑی اسٹارٹ کر رہا تھا۔

"وہ نمرا بھی جائے گی۔" اس نے اسے روکنا چاہا۔
"وہ کب کی جا چکی ہے۔" آفریدی نے اسے بتایا۔
"کس کے ساتھ۔" سوال اس کے منہ سے پھسلا۔

"زونیر کے ساتھ۔ ابھی اس کا فون آیا تھا کہ میں آ چکی ہوں۔" اسے یوں لگا جیسے وہ خفیف سا ہنس کر اس کی عقل پہ ماتم کر رہا ہو۔

صباح سامنے دیکھنے لگی یہ جانے بغیر کہ کسی کی نظر بار بار بھٹک رہی ہے۔

وقت رخصت وہ اور حمدہ لپٹ کر اتنا روئیں کہ انہیں چپ کرانا مشکل ہو گیا زونیر اور سنی بھی رو رہے تھے اتنے برسوں کا ساتھ جو آج ختم ہو رہا تھا آفریدی نے حمدہ کو بڑی مشکل سے چپ کرایا وہ اس سے لپٹی بلک بلک کر رو رہی تھی اسے چاچو کا بھی خیال تھا صباح کی حماقتوں پر اسے آج رونا آ رہا تھا سنی اور زونیر کی اسے خاص فکر نہیں تھی دونوں کی صباح سے خوب بنتی تھی وہ بھی انہیں سگے بھائیوں کی طرح چاہتی تھی بس آفریدی اور اس کے درمیان جانے کون سی جنگ تھی جو ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھی۔

"صباح پلیز چاچو کا خیال رکھنا وہ پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ ہو گئے ہیں کام کا بے انتہا بوجھ اپنے اوپر لاد لیا ہے گھر آتے ہی اپنے کمرے میں بند ہو جاتے ہیں تم انہیں کمپنی دینا انہیں تنہائی اور اکیلے پن کے خول سے باہر نکالنے کی کوشش کرنا اور اپنے دل سے وہ نمرا آنٹی والی پھانس نکال دو تھوڑی میچور بنو پلیز۔"

اس کی منتیں درخواستیں گاڑی میں بیٹھنے تک جاری رہیں وہ بس سر ہلاتی رہی اسے حمدہ کی خودغرضی پر دکھ ہو رہا تھا چاچو کا کتنا خیال تھا اور اس کا بالکل بھی

نہیں۔
حمرہ اور دیگر مہمانوں کے جانے کے بعد وہ سب بھی گھر لوٹ آئے سندس آنٹی حمرہ کے ساتھ گئی تھیں۔ آتے ہی وہ تینوں پیر پسار کر کارپٹ پر لیٹ گئیں تھکن سے جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا زونیر نے صباح سے چائے بنانے کی فرمائش کی خود اس کا دل بھی چاہ رہا تھا عینی اور ثمرا بھی چائے پینا چاہتی تھیں۔

صباح کچن میں چلی آئی اس سے پہلے ہی آفریدی چائے کی کیتلی میں پانی ڈال رہا تھا۔

"ہٹیں میں خود بناتی ہوں۔" اس نے کیتلی لے لی وہ کچن میں پڑی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کر کے ہاتھ سر کے پیچھے رکھ لیے وہ چائے کو دم دے کر پلٹی آفریدی کا جائزہ لینے کا اچھا موقعہ تھا ورنہ عام طور پر وہ اسے نظر اٹھا کر نہیں دیکھتی تھی شاید وہ اور بھی سخت ہو جائے سفید کلف لگے کرتے شلوار میں کشمیری کالی شال کندھوں پر ڈالے وہ اور بھی زیادہ بارعب اور ناقابل رسائی لگ رہا تھا کسی پہاڑ کی طرح بلند اس کے سر کے بالوں میں کنپٹیوں پر کہیں کہیں سے معمولی سی سفیدی جھانک رہی تھی کرتے کی آستینیں اس نے فولڈ کی ہوئی تھیں بازوؤں کے بالوں میں سے بھی کہیں کہیں سفید بال نظر آ رہے تھے مجموعی طور پر وہ پہلے سے زیادہ شاندار صحت مند اور پروقار ہو گیا تھا وہ ایسے ہی تو اس پر نہیں مرمٹی تھی اس کی اولین چاہت بہاروں کی وادی میں قدم رکھتے ہی پہلا خواب پہلی منزل پہلا پڑاؤ تھا وہ اور راہ میں آیا ہوا پہلا بھاری پتھر بھی جس سے کئی بار ٹکرا کر اس کے نازک جذبے زخمی ہوئے تھے۔

وہ اسے اپنی پہنچ سے بہت دور لگتا تھا کسی دیوتا کی طرح کسی چٹان کی طرح مضبوط سخت اور اپنی جگہ ایستادہ اسے کبھی کبھی ثمرا پر حیرت ہوتی تھی اس نے کیوں حمرہ و زونیر اور سنی کو درمیان میں لا کر منگنی توڑ دی اس جیسے شخص کے لیے تو بڑی سے بڑی سلطنت قربان کی جا سکتی تھی جیسے اس نے خود اپنے دل جیسی قیمتی سلطنت میں اسے بغیر اجازت سب سے اور بلند جگہ دے دی تھی۔

وہ اس اسرار بھرے شخص میں اتنی کھو گئی کہ کیتلی سے گرم چائے انڈیلتے ہوئے بائیں ہاتھ پر گرا بیٹھی تکلیف کی شدت سے اس کے منہ سے اونچی آواز بھی نہ نکل سکی تھی۔

"کیا ہوا ہے۔" وہ چونکا اور آنکھیں کھول کر سیدھا ہو بیٹھا وہ ہاتھ پکڑے سسک رہی تھی وہ تیر کی تیزی سے اس کے پاس آیا گری ہوئی چائے اور جھلسے ہوئے ہاتھ نے تمام قصہ بتا دیا تھا وہ دواؤں والی کیبنٹ سے برنال نکال لایا۔

گرم گرم ابلتی چائے سے صباح کا ہاتھ اچھا خاصا جل گیا تھا اوپری جلد کا چھلکا اتر گیا تھا نیچے سے گلابی گلابی جلد جھانک رہی تھی اس نے بڑی نرمی سے متاثرہ حصے پر برنال لگانا شروع کیا۔ دوستانہ گرفت میں صباح کا نرم و نازک ہاتھ دبا ہوا تھا حیرت انگیز طور پر اس کے آنسو تھم گئے تھے یہاں سے وہاں ہر طرف ایک فرحت بخش احساس تھا۔

"کیا اب بھی جلن ہو رہی ہے۔" اس نے پوچھا تو صباح کا سر نفی میں ہلا۔

"تمہارا دھیان جانے کہاں ہوتا ہے بڑے بڑے نقصان کر لیتی ہو اپنے بھی اور دوسروں کے بھی۔" وہ آہستگی سے بولا۔

"میں صرف اپنے نقصان ہی بے دھیانی میں کرتی ہوں ورنہ یہ چائے آپ کے اوپر بھی گر سکتی تھی۔" صباح کو اس جھوٹے الزام سے دکھ سا ہوا بولے بغیر نہ رہ سکی۔

"ہاں اس میں کیا شک ہے ویسے بائی دے وے صباح بی بی آپ مجھے مارنے کے لیے کون سا طریقہ آزمائیں گی صابن والے سے تو آگاہ ہوں۔ باقیوں کے بارے میں لاعلم ہوں۔" آفریدی نے دھیمے سے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے ثمرا والا واقعہ پوری آب و تاب سے اجاگر ہو گیا تھا تقریباً" دو ماہ وہ ہاسپٹل میں رہی تھی پر شکر تھا کہ مکمل طور پر صحت یاب ہو چکی تھی اسے علم ہی نہیں تھا کہ سیڑھیوں پر صابن لگا تھا پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی اس کا پاؤں لڑکھڑایا تھا کسی اور چیز کی طرف اس کا دھیان گیا ہی نہیں۔

صباح ایک ثانیے کے لیے سن سی ہوگئی شاید وہ اسے جی بھر کر شرمندہ کرنا چاہتا تھا تب ہی وہ قصہ چھیڑا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے' میں کوئی پیشہ ور قاتل ہوں جو آپ ایسے کہہ رہے ہیں۔" اس کے معصوم سے دل کو آفریدی کی بے اعتباری سے شدید ٹھیس پہنچی تھی۔

"تم پیشہ ور قاتل عادی مجرم اور تربیت یافتہ دہشت گردوں سے بھی زیادہ خطرناک ہو۔"

"یعنی میں مجرموں' قاتلوں اور دہشت گردوں سے بھی زیادہ خطرناک ہوں......" صباح کی آنکھوں میں شدید اذیت کے آثار رقصاں تھے۔

"ہاں۔" آفریدی نے سرہلایا وہ چائے کی ٹرے لیے بنا نکل گئی تھی۔ بہت دکھ ہو رہا تھا یعنی وہ ایسی ہے کہ معاشرے کے برے کرداروں سے بھی گئی گزری ہے۔

وہ لان میں ننگی بینچ پر بیٹھی رو رہی تھی۔

"ساری حقیقت رشتوں کو ماننے اور احترام کرنے اور پھر انہیں جو ہے جیسا ہے کی بنیاد پر قبول کرلینے میں ہے ورنہ دنیا میں صرف ایک ہی رشتہ ہوتا عورت اور مرد کا رشتہ۔ بہن بھائی' تایا' چچا' ماموں' پھوپھی' تائی' ماں باپ جیسے رشتوں کی اہمیت نہ ہوتی جیسے اکبر انکل کے نزدیک میں صرف ایک لڑکی تھی عالیہ پھوپھو کے حوالے سے انہوں نے میرے اور اپنے رشتے کے مابین مقدس نزاکتوں کو نہ جانا اور آفریدی کے نزدیک شاید میں صرف حمزہ کی دوست تھی حالانکہ قدرت نے ہمارے درمیان ایک مضبوط رشتے کو جنم دیا ہے مگر وہ اسے تسلیم نہیں کرتا جس روز عالیہ پھوپھو نے مجھے گناہ گار قرار دیا اور مجھے دھکے دے کر نکلوایا گیا تھا کاش اس روز میں ذکاء الرب آفریدی کے در پر پناہ مانگنے نہ جاتی کسی ہوسٹل یا دارالامان میں چلی جاتی آج اتنی اذیت میں تو نہ ہوتی۔

یہ شخص جسے میں نے دنیا میں غالباً" بلکہ یقیناً" سب سے زیادہ چاہا یہ مجھے ایک نظر ڈالنے کے قابل بھی نہیں سمجھتا کاش میں عالیہ پھوپھو اور اکبر انکل کے ساتھ کراچی نہ آتی بھلا جوان ہوتی لڑکی کو کیا ضرورت ہے کسی خالہ و تائی ماموں اور پھوپھی کے گھر قیام کرنے کی۔

کاش عالیہ پھوپھو مجھ سے اتنی محبت نہ کرتیں نہ میں ان کی کمی محسوس کرتی کاش میں پنڈی میں ہی رہتی تو کسی اکبر انکل جیسے بھیڑیے کو میرے اوپر غلط نگاہ ڈالنے کی ہمت نہ ہوتی میٹرک کے بعد کوئی جاب کرلیتی زندگی ہی گزارنی تھی ناں گزر جاتی اس پتھر جیسے شخص سے آشنائی تو نہ ہوتی نہ حمزہ اسے منتیں کرکے شادی پر آمادہ کرتی نہ یہ نارسائی کا دکھ جھیلنا پڑتا نہ چپ چاپ اپنی آگ میں جلنا پڑتا۔

خواب کی مسافت سے
وصل کی تمازت سے
روز و شب ریاضت سے
کیا ملا محبت سے
ایک ہجر کا صحرا
ایک شام یادوں کی
ایک تھکا ہوا آنسو

"ہاں میرے حصے میں تو تھکے ہوئے آنسو ہی آئے ہیں وہ آج بھی اسی طرح سربلند ہے مجھے اپنا کر سب کی ستائش وصول کررہا ہے کہ ایک مجھ جیسی کم مایہ بن ماں باپ کی لڑکی کو کون اپناتا ہے جس کے ساتھ اکبر انکل جیسے شخص کا رشتہ اشتہار بنا ہوا ہے۔ میرے پاس خاص جائیداد بھی نہیں ہے جبکہ یہ شخص' اس کے پاس ایک اعلیٰ مضبوط عہدہ ہے معاشرے میں ایک مقام ہے حیثیت ہے میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے ہاں اسے مغرور ہونا ہی چاہیے غرور بھی تو کسی پر بجتا ہے جب اتنا کچھ ہو تو گردن میں اکڑ آہی جاتی ہے بندہ فرعون بن جاتا ہے اور یہ پولیس والے تو ہوتے ہی فرعون ہیں اور یہ اسپیشل پولیس ڈپارٹمنٹ والے انہیں تو کچھ زیادہ ہی مراعات حاصل ہوتی ہیں ظلم کرنے کی دوسروں کو روند کر تسکین حاصل کرنے کی ہو نہ ہو اوپر والے نے انہیں شاید لائسنس ٹو کل دیا ہوا ہے مجرموں کے ساتھ ساتھ شاید گھر والے بھی اس "کھلی چھٹی" کے زمرے میں آتے ہیں جبھی تو یہ

مجرموں کی فہرست

شخص ایسا ہے مجھے بھی آرام سے مجرموں کی فہرست میں شامل کر دیا وہ بھی خطرناک مجرموں کی فہرست میں جن کے زندہ یا مردہ سر کی قیمت مقرر کی جاتی ہے۔

میں تو ایک بے ضرر سی لڑکی ہوں خوبصورت خواب دیکھنے والی آئیڈیلسٹ سی اپنے آپ میں مگن رہنے والی عام سی لڑکی مجھ سے بھلا کسی کو کیا خوف ہو سکتا ہے ہاں ایک بار نمرا آنٹی کو سیڑھیوں سے گرا کر نقصان پہنچانے کا سوچا تھا میں شاید اس وقت بہت کم عقل بے وقوف اور جذباتی تھی۔"

وہ با آواز بلند سوں سوں کرتے ہوئے بڑبڑائی اسے خبر نہیں تھی کہ آفریدی عین اس کی پشت پر کھڑا اس کے آخری لفظ سن چکا ہے۔

"تم آج بھی بے وقوف، کم عقل اور جذباتی۔"

اس کی آواز سن کر وہ اچھلی جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔

"یہ کب آئے۔" وہ حیران ہوئی وہ یہاں سے بھاگنا چاہتی تھی پتہ نہیں اب اور وہ کیا کیا کہتا اس کی کون کون سی خوبیاں گنواتا عقل مندی یہی تھی کہ وہ منظر سے ہٹ جائے یہ ہی سوچ کر وہ اٹھی۔

"بیٹھ جاؤ۔" آفریدی کی سرد سی آواز سن کر وہ کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

"پتہ نہیں اب کون سی کمی رہتی ہے۔" دل ہی دل میں وہ خوفزدہ سی تھی۔

"بیٹھو صباح۔" وہ دوسری بار بولا بلکہ دھکا دے کر اسے بٹھایا۔

"تخریب کاری تو خود کرتے ہیں میرے ساتھ بھی مجرموں والا سلوک۔" وہ دل میں کلس کر رہ گئی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔" اس نے غصے دکھایا۔

"یہ بدتمیزی نہیں DIRECT ACTION Ror Desired Response" یعنی مطلوبہ ردعمل کے لیے راست اقدام ہے۔" اس نے ہنس کر وضاحت کی اور خود بھی اس کے برابر بیٹھ گیا۔

"دراصل میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حمدہ کے چاچو اتنے سنگدل، روڈ اور ظالم نہیں ہیں جو تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے نہ پیار سے بات کرتے ہیں۔"

آفریدی کا یہ لہجہ۔ یہ انداز، وہ حیرانی سے اسے تکنے لگی۔

"مجھے پتہ ہے کہ مجھ سے بہت غلطیاں ہوئی ہیں سب سے بڑی غلطی تمہیں نظرانداز کرنے کی ہے جو تمہارے حساس ذہن کو پوری طرح محسوس ہوئی ہے میں نے تمہاری توجہ اول روز سے محسوس کرلی تھی تم ٹہل ٹہل کر میری گاڑی کا انتظار کرتیں۔ ٹیرس سے جھانکتی تھیں معصوم انداز سے اپنی محبت کا اظہار کرتی تھیں اس سے میری مردانہ انا کو بڑی تقویت ملتی تھی کہ ایک نوعمر لڑکی جو میری آدھی عمر سے بھی چھوٹی ہے یوں والہانہ انداز میں مجھے چاہتی ہے جس پہ آگہی کے پہلے در وا ہونے کے بعد میری ذات ہی اہم ہے میں اس کا پہلا روزن اور دریچہ ہوں ابتدا میں تم میرے لیے حمدہ کی دوست کے علاوہ کچھ بھی نہ تھیں۔

تم نے اپنا حال دل مجھے بتانے کے لیے جو لیٹرز لکھے انہیں پڑھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ تم تو مجھے دیوتا کا درجہ دے چکی ہو۔"

وہ ذرا رکا صباح بے حد شرمندہ تھی ان خطوط کا راز فاش ہو جانے پر۔

"مجھے تمہاری اور حمدہ کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ وہ لیٹرز تم نے لکھے ہیں ویسے بھی میرا پہلا دھیان تمہاری طرف گیا تھا کہ اتنا بچکانہ جذباتی اور احمقانہ لیٹر تم ہی لکھ سکتی ہو۔" وہ مسکرایا تو صباح پر جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا۔

"پھر وہ اکبر صاحب والا واقعہ ہوا ابتدا میں میرا خیال تھا کہ شاید تمہاری ذات بھی ملوث ہے پھر بعد میں یہ خیال تم سے گفتگو کے بعد ختم ہو گیا اکبر کی گھٹیا گفتگو کے بعد ہی مجھے پتہ چل گیا کہ تم بالکل بے گناہ ہو اب یہ تینوں شیطان میرے سر ہو گئے کہ تم سے شادی کرلوں تمہارے ساتھ شادی کرنے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ مجھے اپنی اور تمہاری عمر کا فرق معلوم تھا پھر تم انتہائی احمق اور بیوقوف تمہیں اپنی حرکتوں سے ہی بچکانہ پن کو ظاہر کرتی تھیں کیونکہ تمہاری پھوپھو لاڈ پیار کر کے تمہیں

انتہائی احمق، انجان اور بیوقوف لڑکی بنا دیا تھا میں بھلا ایسی لڑکی کے ساتھ کیسے شادی کر سکتا تھا جو عورت اور مرد کے رشتے کے مابین نزاکتوں کو ہی نہ سمجھتی ہو تم انتہائی نادان ہو مجھے ان تینوں کے آنسوؤں نے ہرا دیا شاید اندر سے میرا دل بھی یہی چاہ رہا تھا میں نے شادی کرلی بعد میں مجھے احساس ہوا کہ میں نے شاید تمہارے اوپر ظلم کیا ہے لوگ کچی کلیوں کو روند کر مسل کر خوش ہوتے ہیں پر میں ان لوگوں میں نہیں ہوں تمہاری عمر تمہاری معصومیت کو دیکھ کر مجھے تم پہ گرم نگاہ ڈالتے بھی خوف آتا تھا۔

میں تمہاری طرف دیکھتا بھی نہیں تھا کہ شاید بے ایمان ہو جاؤں اور کلی کا منہ بند حسن تباہ ہو جائے حالانکہ تمہارے تیور کچھ اور ہی کہتے تھے تم میری ظاہری شخصیت سے متاثر ہو گئی تھیں مجھے علم تھا کہ میرا رویہ تمہیں ہرٹ کرتا ہے میرے منہ سے اکثر گڑیا نکل جاتا تھا اور تمہیں غصہ آتا تھا تمہاری نگاہیں کہتی تھیں کہ میں بچہ نہیں ہوں میرے ساتھ برابر کا سلوک کرو۔

ایک رات جب میں اپنے بیڈروم میں آیا تو تم رو رہی تھیں محض اس بات پر کہ میں تمہیں گڑیا کہتا تھا تم نے مجھے کہا کہ میں پورے چھ ماہ بعد سترہ سال کی ہو جاؤں گی تم نے یہ سب اس انداز میں کہا کہ میرے ضبط کی رگیں چٹخنے لگیں تم نے مجھے کہا کہ میں تم سے ڈرتا ہوں صباح واقعی اس رات میں ڈر گیا تھا تمہاری جنونی محبت تمہارے جذبوں اور تمہاری معصوم سی چاہت سے میں ڈر گیا تھا خوفزدہ ہو گیا تھا۔ تمہاری معصومیت کو میں قبل از وقت ہی آگہی کی انجان وادیوں میں نہ لے جاؤں۔

تم بڑی دلیر لڑکی ہو اگر میں ثمرا والے واقعے کے بعد تمہیں لاہور چھوڑ کر نہ جاتا تو مجھے یقین تھا کہ تم مجھے ہرا دیتیں میرے ضبط کے پرخچے اڑا دیتیں میری مضبوط انا کو تہ و بالا کر دیتیں میں نے بڑی بیدردی سے تمہارے اوپر ہاتھ اٹھایا کہ اگر ثمرا ہوش میں آ کر تمہارا نام لیتی یا اسے کچھ ہو جاتا تو تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور ہو جاتیں اور مجھے یہ دوری اب کسی قیمت پر بھی گوارا نہیں تھی کیونکہ تم نے میرے دل میں اپنا مقام بنا لیا تھا مجھے یہ بھی علم ہے کہ رباب بن کر مجھے تم ہی فون کرتی تھیں تمہارا بات کرنے کا مخصوص انداز ہے اس سے میں نے تمہیں پہچانا اگر تم لاہور نہ جاتیں اور مجھے فون کر دیتیں تو شاید میں تم سے ہار مان لیتا سرنگوں ہو جاتا میں تمہیں اس خوف سے فون ہی نہیں کرتا تھا نہ حمدہ، زونیر، سنی کو کرنے دیتا کہ میں تم سے شکست کھا جاؤں گا اس چھوٹی جذباتی سی لڑکی سے جو مجھ سے شدید محبت کر کے مجھے اپنا اسیر کر گئی تھی۔

اور اب جب تم واپس آئیں تو بہت بدلی ہوئی تھیں اس بدلی ہوئی صباح نے میری انا کو چاروں شانے گرا دیا اور آج میں یہ کہنے کے قابل ہوا۔

وہ نشہ بھی نہیں تھا کہ ٹوٹتا مجھ میں
وہ سانحہ بھی نہیں تھا کہ گزر جاتا
شکستہ ہو گیا آئینہ پندار ورنہ
یقین کر میں تیرے عشق سے مکر جاتا

"ہاں صباح تم نے تو میرے جیسے مضبوط ناقابل شکست مرد کو بھی ریزہ ریزہ کر دیا ہے جسے ثمرا ایک ہلکی سی ضرب بھی نہ لگا سکی تھی اسے تم نے ایک چھوٹی احمق سی لڑکی نے توڑ پھوڑ دیا ہے اس کی انا یہاں وہاں بکھیر دی ہے یہ ٹوٹا ہوا بکھری انا والا مرد جسے زعم تھا کہ وہ ناقابل تسخیر ہے اسے تم نے اپنی محبت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہرا دیا ہے تم میرے دل کے مفتوح قلعے پر آرام سے اپنے نام کا پرچم لہرا سکتی ہو کیونکہ میں نے تمہاری محبت کے آگے گھٹنے ٹیک دیے ہیں۔"

آفریدی اس کے سامنے بیٹھا اعتراف شکست کر رہا تھا صباح کو جانے کیا ہوا کہ وہ پھر رونا شروع ہو گئی اس کے دل میں طوفان سے اٹھ رہے تھے۔

"مجھے عالیہ پھوپھو اور ریحان انکل دو ہستیوں کے نام یاد ہیں جو مجھ سے گہری اور بے غرض محبت کرتے تھے میں جب آپ کو حمدہ، زونیر اور سنی کے ساتھ یوں دوستانہ انداز میں ان کے لاڈ اٹھاتے دیکھتی ان کے نخرے برداشت کرتے دیکھتی تو میرا دل چاہتا کہ میں بھی اس خوبصورت منظر کا حصہ بن جاؤں حمدہ کہتی ہے کہ آپ نے انہیں ماں باپ بھائی بہن دوست تک کا پیار دیا ہے بچوں کی طرح پالا ہے پونیاں بنانے سے لے کر ان کے لنچ بکس تک تیار کیے ہیں تو میرا دل چاہا کہ کاش

میں بھی اس فیملی کی شہ رگ بن جاؤں آپ حمدہ، زونیر اور سنی کی طرح میرے بھی لاڈ اٹھائیں میرے نخرے برداشت کریں میری غلط حرکتوں پر مجھے ڈانٹیں کیونکہ میں نے ڈانٹ کا مزا نہیں چکھا تھا۔

پھوپھو نے مجھے بس محبت دی تھی آپ نے ایک بار مجھے دوپٹہ نہ لینے پر ڈانٹا تو مجھے اچھا لگا آپ کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ ٹین ایجر لڑکی میرے جیسے حالات میں پروان چڑھنے والی آپ سے ضرور متاثر ہوتی سو میں آپ سے متاثر ہوگئی پھر یہ جذبہ محبت میں ڈھلا میرے اندر بہت تشنگی ہے، بہت کمی ہے۔ آپ تو سمندر ہیں، زونیر اور سنی کے ساتھ ساتھ کچھ محبت میرے لیے بھی رکھ لیں۔ مجھے بھی ڈانٹیں سزا دیں۔"

صباح بری طرح رو رہی تھی آفریدی کے دل کو کچھ ہوا۔

"صباح۔" اس کے لہجے میں خوب صورت جذبے بول رہے تھے۔

"صباح۔" اس نے اپنا بھاری ہاتھ اس کے سر پر رکھا وہ ٹوٹی شاخ کی طرح اس سے آلگی۔

"سزا اور ڈانٹ کے قابل تو تم ہو۔" صباح کے آنسو رک گئے اس نے حیرانی سے سر اوپر اٹھایا۔

"لاہور سے آکے تم نے مجھے نظر انداز کرنے کی جو مہم شروع کی ہے اس پہ تمہیں ضرور سزا ملنی چاہیے۔" آفریدی مسکرایا۔

"جی۔" وہ ہونق ہوگئی۔

"جی ہاں میں اتنا ظالم سنگدل نہیں ہوں جتنا آپ سمجھتی ہیں۔" اس کا لہجہ شوخ ہوگیا۔

"ویسے یار تم اتنی احمق سی ہو کہ تم سے اظہار محبت بھی سوچ کر کرنا ہوگا میرے دل میں تمہارے لیے جو ڈھیروں چاہتیں ہیں وہ سوچ سمجھ کر ناپ تول کر تمہارے حوالے کرنی ہوں گی اگر تم آنکھوں کی زبان سمجھتی ہو تو بہت پہلے سے ہی تمہیں جان لینا چاہیے تھا کہ ذکاء الرب آفریدی تمہارے تیر نظر سے گھائل ہوچکا ہے۔" وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

یہی نہیں کہ میرا دل ہی میرے بس میں نہ تھا
جو تو ملا تو خود اپنی دسترس میں نہ تھا
عجیب سحر کا عالم تھا اس کی قربت میں
وہ میرے پاس تھا اور میری دسترس میں نہ تھا

"سچ مچ تم بڑی تخریب کار ہو اتنی توڑ پھوڑ مچائی ہے کہ میں........" اس نے بات ادھوری چھوڑ دی پر ہمیشہ کی طرح صباح کو اس کے دہشت گرد تخریب کار کہنے سے غصہ نہیں آیا بلکہ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی جو میدان جنگ میں جیتنے والے کمانڈر کے چہرے پر ہوتی ہے۔

"صباح۔" آفریدی کے لہجے میں آنچ سی در آئی تھی اس نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا پر وہاں جو داستان لکھی ہوئی تھی اسے پڑھنے کے بعد صباح کے لیے اس کی مقناطیسی نگاہوں کا سامنا کرنا مشکل ہوگیا۔

"میں منتظر ہوں اپنی تخریب کاری کی کارروائیوں کا آغاز کرو۔" آفریدی نے بڑی معصوم سی فرمائش کردی۔

"کیا آپ عمر بھر کے لیے میری کارروائیوں کا ٹھیکہ لینے کے لیے تیار ہیں۔" بڑی سنجیدگی سے کہا گیا۔

"یس آف کورس۔" جواب آیا ساتھ ہی آفریدی نے اس کا ہاتھ تھام لیا صباح نے مزاحمت نہیں کی ایک دن پہلے جس شخص کو وہ ناقابل رسائی سمجھ رہی تھی آج حقیقت بنا اس کی پہنچ میں تھا یہ مہربان سا شجر سایہ دار جس نے اس کی معصومیت کو ٹھیس نہیں لگائی اس کی کم عمری کی حماقتوں کو حرز جاں نہیں بنایا اول روز سے اسے چاہتا رہا پر محض اس لیے اظہار نہ کرسکا کہ یہ پھول قبل از وقت توڑنے سے مرجھا نہ جائے اس سے بڑھ کر صباح کو کون چاہ سکتا تھا اور اب اس کے لیے یہ بڑا معتبر ہو چکا تھا کہ وہ محبت کو اس سے زیادہ جانتا تھا۔

اس کے مضبوط ہاتھ میں اپنے ہاتھ کو وہ پر تحفظ محسوس کر رہی تھی اس لیے کہ آفریدی رشتوں کی حقیقت کو بھی جانتا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ صبح حمدہ کو فون کر کے کہے گی کہ اس نے اس کے ماؤنٹ ایورسٹ سے بلند چاچو کو سر کرلیا ہے "ہارڈ اسٹون" کو پگھلا دیا ہے مزے کی بات یہ کہ ہارڈ اسٹون کو اعتراض بھی نہیں ہوا۔